تعلیم العقائد

یعنی

صحیح عقیدے

تصدیق

حضرت شیخ الحدیث عارف باللہ مفتی سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالی

مولفہ

مفتی طاہر محمود

استاذ اشرف العلوم کورنگی

ناشر

عارفی پبلشرز

تعلیم العقائد
یعنی
صحیح عقیدے
تصدیق
حضرت شیخ الحدیث عارف باللہ مفتی سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
مولفہ
مفتی طاہر محمود
استاذ اشرف العلوم کورنگی
ناشر
عارفی پبلشرز

نام کتاب: تعلیم العقائد یعنی صحیح عقیدے

تصدیق : حضرت شیخ الحدیث مفتی سحبان محمود صاحب رحمہ اللہ

مولف : مفتی طاہر محمود

تعداد صفحات: ۱۱۵

تاریخ اشاعت: اول ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

مطبع : شیخ پرنٹنگ پریس

قیمت :

ناشر : عارفی پبلشرز مدرسہ اشرف العلوم بیت المکرم

کورنگی کراچی فون: 5042981&5043194

5043189

انتساب

اس ولی کامل 'نابغہ روزگار اور ہر دلعزیز شخصیت کے نام جو اولاد کے لئے مہربان والد 'دانا مربی اور کامل شیخ تھے' جن کی نظر کیمیا اثر نے راہِ حیات کے نہ جانے کتنے تھکے ماندے مسافروں کو "حیاۃ طیبۃ" کی راہِ تاباں و درخشندہ دکھائی ' جن کی دعاوں کا گھنا اور ٹھنڈا سایہ نہ جانے کتنے اداروں اور افراد کو مصائب مشکلات اور فتنوں کی یلغار سے حفاظت فراہم کرتا تھا' جن کی مثالی تربیت اور بابرکت سایہ عاطفت کی خوشگوار ٹھنڈک میں احقر نے اپنی زندگی کے چونتیس سال نہایت بے فکری اور چین و سکون سے گذارے 'اب ان کے جانے کے بعد معمولی مسائل بھی کڑی دھوپ میں کوہِ گراں نظر آتے ہیں اللہ تعالی والد ماجد رحمہ اللہ تعالی کی کامل مغفرت فرمائے' ان کو مقام قرب سے نوازے اور اس کتاب کو (جو در حقیقت ان کا ہی فیض ہے) ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور ہمیں انکے فیض سے محروم نہ فرمائے

اللّٰهُمَّ لاَ تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلاَ تَفْتِنَّا بَعْدَهُ آمين

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد

صحیح عقیدہ وہ بنیاد اور اساس ہے کہ جس پر انسان کی فلاح و نجات کا دارومدار ہے، عقیدے کی درستگی کے بغیر اعمال صالحہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بھی اس پر بہت زور دیا، بلکہ یہاں تک فرمادیا "إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ"، کہ اللہ تعالی اعمال میں ہونے والی کوتاہی تو جس کی چاہیں گے معاف فرمادیں گے لیکن شرک (یعنی عقیدے کی کوتاہی) کی معافی کی اس کے یہاں گنجائش نہیں، اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ عقیدے کی اصلاح اور درستگی اسلام میں کس قدر مہتم بالشان ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں باطل قوتوں نے مسلمانوں کے عقائد پر شب خون مارنے کی ہر ممکن کوشش کی، اللہ تعالی جزائے خیر دے علمائے اسلام کو کہ انہوں نے بھی ہر دور میں ان باطل قوتوں کے مکرو فریب کا پردہ چاک کر کے عقائد کو ہر قسم کی ملاوٹ اور شک وشبہ سے پاک وصاف رکھنے کا کام حسن وخوبی انجام دیا، چنانچہ اس موضوع پر ہر

دور میں کتابیں لکھی جاتی رہیں۔

اسی لئے دینی مدارس (جن کے دیگر مقاصد کے علاوہ ایک اہم مقصد مسلمانوں کے عقائد وافکار کی درستگی اور حفاظت بھی ہے) میں بھی عقائد کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، اور نہایت شرح وبسط اور تحقیق کے ساتھ عقائد کی تعلیم دی جاتی ہے، لیکن عموما مدارس میں اس موضوع کو فوقانی درجات میں پڑھایا جاتا ہے، نچلے درجات میں عقیدے پر کوئی خاص قابل ذکر کتاب عموما نہیں پڑھائی جاتی، مدرسہ اشرف العلوم بیت المکرّم کورنگی کا جب آغاز ہوا تو وہاں کے نصاب تعلیم میں اس موضوع کو تحتانی درجات میں بھی اہتمام کے ساتھ پڑھانے کا فیصلہ کیا گیا، لیکن ابتدائی درجات کے معیار کی کوئی کتاب اس وقت دستیاب نہ تھی چنانچہ فرزندِ عزیز مولوی طاہر محمود سلمہ اللہ تعالی وزادہ علما وعملا نے مرحلہ متوسطہ کے طلبہ کو ایمان مفصل کی تشریح اس انداز میں پڑھائی کہ جس کے ذیل میں ضروری عقائد کی مناسب تشریح اور فاسد عقائد کے نشاندہی کے ساتھ انکی تردید بھی ہلکے پھلکے انداز میں آگئی۔

موصوف نے جب اس کو شائع کرنے کا ارادہ کیا تو اس تشریح کو طلبہ کی سہولت کے لئے سوالا جوابا کردیا اور پھر اسکے حاشیہ میں دلائل بھی لکھ دیئے، پھر یہ تحریر مستند اور تبحر علمائے کرام کے سامنے بغرض اصلاح پیش کر کے ان سے بھی توثیق کرلی، چنانچہ ان کی اس کاوش کو جناب مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مد ظلہم (نائب مفتی دارالعلوم کراچی) جناب مولانا مفتی محمد عبداللہ برمی صاحب مد ظلہم اور حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب دامت برکاتہم نے بالاستیعاب مطالعہ فرماکر اصلاح فرمائی ہے۔

ان حضرات کی اصلاح کے بعد اب یہ کتاب اس قابل ہے کہ شائع کی جائے اور مدارس میں داخل نصاب کرلی جائے، اللہ تعالی عزیز کی اس محنت کو قبول فرمائیں اور ان کے لئے ذخیرہ آخرت بنائیں آمین۔

۲۷/۱۲/۱۹

جامعہ دارالعلوم کراچی

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

أما بعد

عقائد کی اہمیت مسلمہ ہے، مگر ہمارے یہاں اس کو جس اہتمام سے پڑھانے کی ضرورت ہے عموماً وہ اہتمام نظر نہیں آتا، چنانچہ ابتدائی درجات میں تو اس موضوع پر کوئی قابل ذکر کتاب داخل نصاب ہی نہیں تاہم درجہ سادسہ میں جاکر شرح عقائد خاص اس موضوع کی کتاب ہے، مگر اس کو پڑھنے کے بعد بھی طالبعلم کو فی زمانہ پائے جانے والے باطل فرقوں اور ان کے نظریات بارے میں کوئی خاص آگاہی حاصل نہیں ہوتی۔

جس زمانے میں احقر اپنے مادر علمی دارالعلوم کراچی میں مدرس تھا اس وقت احقر نے اپنے اساتذہ کرام کی خدمت میں اس کمی کا تذکرہ کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ اس موضوع کو مرحلہ متوسطہ سے مرحلہ عالیہ تک مسلسل شامل نصاب رہنا چاہئے، مگر مشکل یہ تھی کہ اس موضوع کا ایسا نصاب دستیاب نہ تھا کہ جس کو تسلسل کے ساتھ شامل نصاب کر لیا جائے، چنانچہ یہ تجویز مرحلہ متوسطہ سال سوم میں

تعلیمات اسلام کے حصہ عقائد کو شامل کرنے سے آگے نہ بڑھ سکی (بعد میں یہ حصہ بھی اس مرحلہ کے طلبہ کی استعداد سے بلند ہونے کی وجہ سے نصاب سے خارج کر دیا گیا)

پھر جب احقر پر مدرسہ اشرف العلوم میں تدریس کی ذمہ داریوں کے ساتھ انتظام کا بوجھ لادا گیا تو احقر نے پہلی فرصت میں اس موضوع کو مرحلہ وار بتدریج شامل نصاب کرنے کی ہمت کی، اور ,,جو بولے وہ دوازہ کھولے,, کے مصداق تمام اساتذہ نے یہ درس بھی احقر ہی کے سپرد کر دیا، اس موقع پر احقر نے مرحلہ متوسطہ کے طلبہ کی استعداد کے مطابق ایمان مفصل کی تشریح اس انداز میں کی کہ اس مرحلہ کی استعداد کے مطابق ضمناً موجودہ زمانے کے چند باطل فرقوں کا ایک اجمالی جائزہ اور ان کے عقائد باطلہ پر مختصر سا نقد بھی ان کے سامنے آجائے۔

ناکارہ کا یہ درس بعض طلبہ نے قلمبند کر لیا تھا، اور اسی کی فوٹو کاپی بعد کے سالوں میں شامل نصاب رہی، پھر بعض احباب کا اصرار ہوا کہ مرحلہ ثانویۃ عامۃ کے لئے بھی کچھ کام ہونا چاہئے، چنانچہ اس کے

لئے اسی حصہ کے دلائل زبانی یاد کرانے کی تجویز ہوئی تو احقر نے احباب
کے اصرار پر اس کے دلائل بھی جمع کر دیئے اور طلبہ کی سہولت کے
لئے ایمان مفصل کی تشریح کو سوالاً جواباً مرتب کر دیا۔

لیکن چونکہ یہ ایک بہت نازک موضوع ہے جس پر قلم
اٹھانے کے لئے علمی مہارت، وسیع تدریسی تجربہ کے علاوہ اسلاف
کے دینی رخ اور مسلکی مزاج سے آشنائی بہت ضروری ہے، اور ظاہر ہے
کہ احقر ان تمام فضائل سے تہی داماں ہے، اس لئے اپنی اس کاوش کو
شائع کرانے کا کوئی ارادہ حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا، کئی سال بعد اب
بعض دوستوں کی ہمت افزائی پر اس شرط کے ساتھ اس کو طبع کرانے کا
ارادہ ہوا کہ یہ تحریر حرفاً حرفاً اپنے اساتذہ کرام کی نظر سے گذار کر اطمئنان
کر لیا جائے، چنانچہ استاذ مکرم حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف صاحب
اور حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں
اس کو پیش کرنے کی جسارت کی اور ان حضرات نے کمال شفقت سے
کام لیتے ہوئے اس کتاب کا مکمل مطالعہ فرمایا اور احقر کو اپنے مفید
مشوروں سے نوازنے کے علاوہ اس تحریر میں موجود ثقیل الفاظ کی جابجا

تسہیل فرمائی۔

پھر احقر نے اس کتاب کے مسودے کو اپنے سفر عمرہ ١٤١٩ھ میں،
حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب مد ظلہم کی خدمت میں بھی بغرض
اصلاح پیش کیا، حضرت مفتی صاحب مد ظلہم نے ایک ہی نشست میں
پوری کتاب کا بالاستیعاب کا مطالعہ فرما کر اصلاحات فرمائیں اور اپنے
نہایت گراں قدر قیمتی مشوروں سے نوازا (فجزاهم الله تعالى أحسن
الجزاء)

ان ثقہ اور مشاہیر علمائے کرام کی نظر سے گذرنے کے بعد
اب یہ کاوش الحمد للہ اس قابل ہے کہ اس کو شائع کر دیا جائے۔

اسی کتاب کا دوسرا حصہ جو مرحلہ ثانویہ خاصہ کی استعداد کے
حامل طلبہ کی رعایت سے مرتب کیا گیا ہے، آخری مراحل میں ہے،
اس حصہ میں تاریخ اختلاف امت اور اسباب اختلاف کے علاوہ زمانہ
قدیم وحاضر کے فرقوں کا تعارف، ان کے عقائد اور ان پر رد کے علاوہ
اہل سنت والجماعت کا تعارف، ان کی علامات اور ان کے عقائد کا
تفصیل کے ساتھ تذکرہ ہے۔

قارئین کرام کو اگر اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو وہ یقیناً میری جہالت کا شاخسانہ ہوگی، ازراہِ کرم ایسی صورت میں ناچیز کو مطلع فرمادیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے اور اس کو احقر اور احقر کے والد صاحبؒ کیلئے زادِ آخرت بنائے۔ آمین

بروز ہفتہ ۲۹؍ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ کو اس کتاب کا مسودہ طباعت کیلئے جارہا تھا اسی دن حضرت شیخ الحدیث مفتی سحبان محمود صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ (جن کو ہمیشہ مدظلہم لکھا کرتے تھے آج ان کو رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہوئے جگر زخمی ہورہا ہے، دل خون کے آنسو رو رہا ہے اور قلم میں یہ لکھنے کا یارا نہیں ہورہا) ہم سب کو روتا چھوڑ کر اس دنیا سے پردہ فرما ہوگئے (اناللہ وانا الیہ راجعون) حضرت نے اپنی وفات سے دو دن قبل ہی اس کتاب کے لئے تصدیق و تقریظ پر دستخط فرمائے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔

ابو امامہ طاہر محمود
۳؍ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

خادم طلبہ اشرف العلوم بیت المکرم کورنگی
سیکٹر 50A کراچی
فون: 5042981-312357-5043194
E.Mail: alashraf@cyber.net.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

مقدمہ

سوال: عقیدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: عقیدہ کے لفظی معنی باندھنے کے ہیں، دین ومذہب سے متعلق وہ نظریات جو دل میں جمالئے جائیں عقیدہ کہلاتے ہیں[1]

سوال: عقیدہ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: عقیدہ انسان کے کردار واعمال کی تعمیر میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ انسان کے تمام اخلاق واعمال کی بنیاد ارادے

(۱)قال الزبیدی فی تاج العروس:(عقد الحبل والبیع والعهد)عقدافانعقد(شدّہ)والذی صرح به أئمة الإشتقاق أن أصل العقد نقیض الحل===(إلی قوله)====ثم استعمل فی التصمیم والإعتقاد الجازم(فصل العین من باب الدال ص۴۲۶ ج۲)

پر ہے، اور ارادے کا محرک دل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ دل انہی چیزوں کا ارادہ کرتا ہے جو دل میں راسخ اور جمی ہوئی ہوں اس لئے انسان کے اعمال واخلاق کی درستگی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دل میں صحیح عقائد ہوں، لہٰذا عقیدے کی اصلاح نہایت اہمیت رکھتی ہے[2]

سوال: دین یا مذہب کسے کہتے ہیں؟

جواب: دین یا مذہب لغت میں اس طریقہ اور قوانین کو کہتے ہیں جس کی پیروی کی جائے چاہے وہ درست ہو یا غلط،[3]

اور دینی زبان میں اللہ تعالیٰ کا مقرر فرمودہ وہ طریقہ جس کو بندہ اپنے اختیار سے اپنا کر حقیقی کامیابی اور فلاح پاجائے[4]

(۲) لقوله ﷺ: "ألا إن فی الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله و إذا فسدت فسد الجسد كله ألا و هی القلب" (بخاری، رقم الحدیث ۵۲، ۱:، کتاب الإیمان)

(۳) قال تعالی: "لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ" (الکافرون:۳)

(۴) قال ملا جیون فی نور الأنوار: "الدین هو وضع إلهی سائق لذوی العقول باختیارهم المحمود الی الخیر بالذات و هو یشمل العقائد و الأعمال" (ص۶)

سوال : ہمارا مذہب کیا ہے ؟

جواب : ہمارا دین اور مذہب اسلام ہے، یہی وہ مذہب ہے جو انسان کی نجات اور کامیابی کا ضامن ہے، دین اسلام جیسی جامعیت، کمال اور جاذبیت کسی دوسرے مذہب میں نہیں، یہی مذہب ساری دنیا کے انسانوں کے لئے تا قیامت کامیابی کا ضامن ہے۔

اللہ کے نزدیک اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب مقبول نہیں ہے، جس نے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب اپنایا وہ دنیا و آخرت کے خسارہ اور ناکامی کے علاوہ اللہ کے غیظ و غضب کا مستحق ہوا۔[۵]

سوال : دین اسلام کیا ہے ؟

---

(۵) قال تعالی: "فمن یرد اللہ أن یهدیه یشرح صدره للإسلام" (الأنعام:۱۲۵) وقال تعالی: "إن الدین عند اللہ الإسلام" (آلعمران:۱۹) وقال تعالی: "ورضیت لکم الإسلام دینا" (المائدة:۳) وقال تعالی: "ومن یبتغ غیر الإسلام دینا فلن یقبل منه" (آل عمران:۸۵)

جواب : دین اسلام عقیدے اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے چنانچہ اللہ تعالی اور اللہ کے رسول ﷺ نے جن چیزوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے ان کا دل میں یقین جمانا اور زبان سے اظہار و اقرار تابعداری کرنا اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق گذارنے کا نام مذہب اسلام ہے۔[۶]

سوال : ایمان اور اسلام کسے کہتے ہیں ؟

جواب : اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ نے جن باتوں کی خبر دی ہے ان کا اسی طرح دل میں یقین کرنا اور تصدیق کرنا ایمان کہلاتا ہے اور اس یقین و تصدیق کا زبان سے اظہار واقرار کرنا اور اپنی زندگی اس کے مطابق گذارنا اسلام کہلاتا ہے، لہذا ایمان وہ بنیاد ہے جس پر مذہب اسلام کی عمارت قائم ہے، اس کے بغیر صرف زبان سے اقرار کرنا منافقت

---

(۶) قال تعالی: "إن الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لهم جنات الفردوس نزلا" (الکهف: ۱۰۷) وکما ورد فی حدیث جبرئیل وقال الإمام الأعظم فی الفقه الأکبر: "الدین اسم واقع علی الإیمان والإسلام والشرائع کلها" (الفقه الأکبر)

ہے، چنانچہ ایمان کے بغیر (اللہ تعالیٰ کے یہاں) نہ اسلام معتبر ہے اور نہ عمل صالح کا کوئی اعتبار ہے[٧]

سوال: مسلمان ہونے کیلئے کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جواب: ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور پاک ﴿ﷺ﴾ کی خدمت میں حاضر ہو کر چند سوالات امت کی تعلیم کے لئے کئے تھے جس میں ایک سوال ایمان کے بارے میں تھا' اور آپ ﴿ﷺ﴾ نے اس کے جواب میں کلمہ شہادت کے علاوہ، وہ بنیادی باتیں بیان فرمائی تھیں جن کی تصدیق کرنا ایمان کیلئے ضروری ہے

اور وہ باتیں ایمان مفصل میں جمع کر دی گئی ہیں، ایمان مفصل

(٧) کما ورد فی حدیث جبرئیل فی جواب: "ما الإسلام"، قال الملا علی قاری فی شرح الفقه الأکبر: "قال الإمام الأعظم فی کتابه الوصیة، الإیمان إقرار باللسان و تصدیق بالجنان، و الإقرار وحده لا یکون إیماناً لأنه لو کان إیمانا لکان المنافقون کلهم مؤمنون، قال الله تعالیٰ فی حق المنافقین: "و الله یشهد إن المنافقین لکاذبون" ... إلی قوله ... "ثم التصدیق رکن حسن لعینه لا یحتمل السقوط فی حال من الأحوال" الخ (شرح الفقه الأکبر صـ ٥٧، طبع مصر)

یہ ہے:

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلآئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ الْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ[٨]

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اسکے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر پر کہ ہر خیر و شر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر۔

سوال: کفر کیا ہے؟

جواب: جن باتوں کی تصدیق اور اقرار ایمان کے لئے ضروری ہے ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کر دینا کفر ہے، جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کا انکار کر دے، یا کسی پیغمبر کو نہ مانے، تو ایسا شخص کافر

(٨) کما ورد فی حدیث جبرئیل، (الجامع الصحیح البخاری، رقم ٥٠/ مسلم، رقم ١٠٠٨/ أبو داؤد، رقم ٤٦٩٥/ نسائی، رقم ٤٩٩/ ابن ماجه، رقم ٦٣، ٦٤)

ہو جائے گا۔(۹)

سوال: شرک کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات یا عبادت میں کسی دوسرے کو شریک بنانا شرک کہلاتا ہے، جیسے ہندو بہت سے خدا مانتے ہیں، عیسائی حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو بھی خدا مانتے ہیں(۱۰) اور صفات میں شرک کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنا، جیسے کسی پیر فقیر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اولاد دے سکتا ہے یا بارش برسا سکتا ہے(۱۱) اسی طرح

(۹) لقوله تعالیٰ: "والذین كفروا بآيت الله أولئك هم الخسرون" (الزمر: ٦٣) ولقوله تعالى: "ما يجادل في آيت الله إلا الذين كفروا" الآية (المؤمن: ٤)

(۱۰) لقوله تعالى: "قل هو الله أحد الله الصمد" (الإخلاص) ولقوله تعالى حكاية عن إبراهيم عليه السلام: "ياقوم إني بريء مما تشركون إني وجهت وجهي للذي فطر السموت والأرض حنيفا وما أنا من المشركين" (انعام: ۷۸)

(۱۱) لقوله تعالى: "ليس كمثله شيء وهو السميع البصير" (الشورى: ۱۱)

عبادت میں شریک کرنے کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو بھی عبادت کے لائق سمجھنا، جیسے قبر کو یا پیر کو عبادت کے طور پر سجدہ کرنا، اللہ کے سوا کسی پیر کے نام کی منت مانگنا یا کسی نبی ولی کے نام کا روزہ رکھنا وغیرہ۔(۱۲)

(۱۲) قال تعالى: "و ما أمروا إلا ليعبدوا إلها واحدا" (التوبة: ۳۱) و قال تعالى: "فإذا ركبوا في الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجاهم إلى البر إذا هم يشركون" (العنكبوت: ٦٥) و قال: "و يعبدون من دون الله ما لا يضرهم و لا ينفعهم و يقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله" (يونس: ۱۸)

پہلا باب

اللہ تعالیٰ پر ایمان

سوال: اللہ جل شانہ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اس ذات کا نام ہے جو یکتا ہے اور تمام اچھی صفات اور خوبیاں اس میں ہیں، ذات، صفات اور عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں، جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جس نے تمام جہانوں کو پیدا کیا، اسے کسی نے پیدا نہیں کیا، جس کو چاہتا ہے اپنے اختیار سے پیدا فرما دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے اختیار سے فنا فرما دیتا ہے، دنیا کی تمام باتیں اس کے اختیار و ارادے سے ہوتی ہیں، وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے، ہر چھوٹی بڑی چیز کا جاننے والا ہے، وہی سب کو رزق دیتا ہے، وہی جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، زندگی اور موت اسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔[۱۳]

---

(۱۳) قال تعالیٰ: "وإلٰهكم إله واحد لا إله إلا هو الرحمٰن الرحيم" (بقرة:۱۶۳)

سوال: کیا انسان اللہ جل شانہ کی ذات کو سمجھ سکتا ہے؟

جواب: اللہ جل شانہ کی حقیقت کا علم انسان کی طاقت اور اس کے بس سے باہر ہے بڑے سے بڑا عقلمند اور صاحب علم بھی اللہ تعالیٰ کی حقیقت اور ذات تک نہیں پہنچ سکتا،[۱۴] ہم اللہ تعالیٰ کو اس کی صفات کمالیہ سے پہچانتے ہیں۔[۱۵]

سوال: اللہ تعالیٰ موجود ہے، لیکن بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ

وقال: "كل شيء هالك إلا وجهه" (القصص:۸۸) وقال: "ويبقى وجه ربك ذو الجلال والإكرام" (الرحمٰن:۲۷) وقال: "خالق كل شيء" (أنعام:۱۰۲) وقال: "فعّال لما يريد" (هود:۱۰۷/ البروج:۱۶) وقال: "ألا له الخلق والأمر" (الأعراف:۵۴) وقال: "ليس كمثله شيء وهو السميع البصير" (الشورى:۱۱) وقال: "وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو" (أنعام:۵۹) وقال: "تعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير إنك على كل شيء قدير" (آل عمران:۲۶) وقال: "الذي يبدؤ الخلق ثم يعيده وهو أهون عليه" (الروم:۲۷)

(۱۴) قال تعالیٰ: "ولا يحيطون به علما" (طٰه:۱۱۰)

(۱۵) قال في شرح العقيدة الطحاوية: "لا تبلغه الأوهام ولا تدركه الأفهام"...... (إلى قوله)...... "والله تعالى لا يعلم كيف هو إلا هو سبحانه وتعالى وإنما نعرفه سبحانه بصفاته وهو أنه أحد، صمد، لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا أحد" (شرح العقيدة الطحاوية:۱۲۰)

تعالی کا کوئی وجود نہیں ہے، لہٰذا وجود باری تعالی پر کوئی عقلی دلیل بھی بیان کر دیں ۔

جواب: ان لوگوں کا مذکورہ عقیدہ ظاہر ہے کہ کسی بھی عقلمند آدمی کے لئے قابل توجہ نہیں ہو سکتا، ذرا سوچنے کی بات ہے کہ معمولی سا کام بھی بغیر کرنے والے کے نہیں ہو سکتا، تو اتنا بڑا کارخانہ عالم ، جس میں دن بھی ہوتا ہے اور رات بھی، بارش بھی ہوتی ہے اور خشک سالی بھی، غرض ایک نظام ہے جو بے داغ ہونے کے علاوہ نہایت منظم اور شاندار ہے، خود بخود کیسے پیدا ہو سکتا ہے ؟ اور خود بخود کیسے چل سکتا ہے ؟ لازمی طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ اسے کسی نے بنایا ہے اور بنانے کے بعد منظم طور پر اس کو چلا رہا ہے، یہی عالم کو بنانے اور چلانے والا اللہ تعالی ہے۔

عرب کے ایک دیہاتی سے پوچھا گیا کہ تو نے اللہ تعالی کے وجود کو کیسے پہچانا؟ تو اس نے کہا :

"البعرة تدل على البعير الأثر يدل على

المسير فالسماء ذات الأبراج و الأرض ذات الفجاج كيف لا يدلان على اللطيف الخبير"

یعنی: اونٹ کی مینگنی دیکھ کر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں سے کوئی اونٹ گیا ہے، اور نشان قدم دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ یہاں سے کوئی گذرنے والا گذرا ہے، تو یہ بڑے بڑے چاند سورج اور ستاروں والا آسمان، یہ کشادہ اور وسیع راستوں والی زمین، ضرور اللہ کے موجود ہونے کی خبر دیتی ہے۔

دیکھئے یہ عام سا دیہاتی کوئی عالم فاضل اور محقق نہیں، مگر یہ بھی معمولی غور و فکر سے اللہ تعالی کا موجود ہونا جان لیتا ہے، تو وہ لوگ جو اس قدر واضح نشانیوں کے باوجود اللہ تعالی کے وجود کے منکر ہوں، ان کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔

وحدانیت

سوال: اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہیں؟

جواب: خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنی وحدانیت بیان فرمائی ہے، (اور ہمارے لئے یہی دلیل کافی ہے)، چنانچہ

فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (۱۶)

یعنی: کہدو کہ وہ اللہ ایک ہے

اور فرمایا:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (۱۷)

یعنی: اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، جو رحمان اور رحیم ہے

سوال: بعض لوگ اللہ کے وجود کو تو مانتے ہیں مگر ایک سے زیادہ معبودوں کا عقیدہ رکھتے ہیں، جیسے ہندو اور عیسائی وغیرہ،

(۱۶) الإخلاص: ۱

(۱۷) البقرة: ۱۶۳

ان کے لئے کوئی عقلی دلیل بیان کر دیں۔

جواب: ایک سے زیادہ معبود ہونا عقل و فطرت دونوں کے خلاف ہے، ذرا سوچئے تو کہ اس دنیا میں ایک چھوٹے سے ملک پر بھی بیک وقت دو آدمیوں کی حکمرانی یا بادشاہت نہیں چل سکتی، تو اتنے بڑے عالم میں خداوند قدوس کے ساتھ اس کی خدائی میں کوئی دوسرا کیسے شریک ہو سکتا ہے؟

کیونکہ دو خدا ہونے کی صورت میں یا تو دونوں میں ہمیشہ اتفاق رہتا یا اختلاف ہوتا، ہمیشہ اتفاق ہونے کی صورت میں دوسرے خدا کی حاجت نہیں، کیونکہ جب ایک کا فعل و ارادہ کافی ہو گیا تو دوسرے کی کیا ضرورت؟ جب دوسرے کی ضرورت نہیں تو دوسرا زائد اور معطل ہو گیا اور معطل ہونا شان خداوندی کے خلاف ہے، لہذا معلوم ہو گیا کہ دو خدا نہیں ہو سکتے۔

اور اگر دونوں میں اختلاف ہو، مثلا ایک نے زید کو موت دینے کا ارادہ کیا، اور دوسرے نے اسی وقت میں اس کو

زندگی دینے کا ارادہ کیا، تو ضروری ہے کہ اس ایک وقت میں یا تو زید کو موت آئے یا زندگی ملے، دونوں باتیں ایک وقت نہیں ہو سکیں گی، لہذا اگر زید کو موت نے آلیا تو دوسرا خدا جس نے زید کی زندگی کا فیصلہ کیا تھا وہ عاجز ہو گیا اور عاجز ہونا خدا کی شان کے خلاف ہے، اور اگر اس وقت میں زید کو زندگی ملی تو دوسرا خدا جس نے زید کی موت کا فیصلہ کیا تھا، وہ عاجز ہو گیا اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ خدا تعالی ایک ہی ہے دو نہیں ہو سکتے اور خدائی میں شرکت محال ہے۔

مشرکین کے لئے یہی مذکورہ عقلی دلیل اللہ جل شانہ نے بھی قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے، ارشاد ہے:

"لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا"[١٨]

یعنی: "اگر آسمان و زمین میں اللہ تعالی کے سوا بہت سے معبود

(١٨) الأنبياء: ٢٢

ہوتے تو نظام عالم بگڑ جاتا"، حالانکہ نظام عالم نہیں بگڑا، جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کے ساتھ خدائی میں کوئی شریک نہیں۔

صفات کمالیہ

سوال: اللہ تعالی صفات کمالیہ کون کونسی ہیں؟

جواب: **اللہ تعالی کی صفاتِ کمالیہ بہت سی ہیں ان میں سے چند صفاتِ کمالیہ (یعنی اچھی اچھی صفات) یہ ہیں:**

(١) وحدت: یعنی خداوند قدوس اپنی ذات میں بھی یکتا ہے اور صفات میں بھی یکتا ہے نہ اسکا ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ صفات میں۔[١٩]

(٢) قِدَم: یعنی اللہ تعالی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا نہ اس کی ابتدا

(١٩) لقوله تعالى: قل هو الله أحد (الإخلاص:١) ولقوله تعالى: ليس كمثله شئ (الشورى:١١)

ہے نہ اس کی انتہا ہے۔[20]

(۳) حیات: یعنی زندگی، خدا تعالی زندہ ہے اور زندہ ہی رہے گا، زندگی کی صفت اس کے لئے ہمیشہ ہمیشہ ثابت ہے۔[21]

(۴) قدرت: قدرت کے معنی طاقت کے ہیں یعنی اللہ تعالی کو ہر چیز پر قدرت اور طاقت حاصل ہے، وہ تمام عالم کو پیدا کرنے، پھر قائم رکھنے، پھر فنا کر دینے، پھر دوبارہ موجود کر دینے پر قادر ہے، اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔[22]

(۵) علم: علم کے معنی جاننے کے ہیں، یعنی اللہ تعالی تمام

---

(۲۰) لقوله تعالى: هو الأول والآخر والظاهر والباطن (الحديد: ۳) وقال النبي ﷺ اللهم أنت الأول فليس قبلك شئ وأنت الآخر فليس بعدك شئ الحديث (رواه مسلم: ۲۷۱۳ ج:۹، كنز العمال: ۳۸۲۰)

(۲۱) قال تعالى: الله لا إله إلا هو الحي القيوم (البقرة: ۲۵۵) وقال تعالى: وعنت الوجوه للحي القيوم (طه: ۱۱۱)

(۲۲) قال تعالى: والله على كل شئ قدير (البقرة: ۲۸٤)

چیزوں کا عالم یعنی جاننے والا ہے، اس کے علم سے کوئی چھوٹی یا بڑی چیز باہر نہیں، ہر ہر ذرہ تک اس کے علم میں ہے، ہر چیز کو اس کے موجود ہونے سے پہلے اور فنا ہونے کے بعد بھی جانتا ہے، انسان کے دل میں آنے والے خیالات اور اندھیری رات میں چلنے والی چیونٹی کے پاؤں کی حرکت سب کچھ اللہ تعالی کے علم میں ہے، علم غیب (یعنی پوشیدہ باتوں کا علم) صرف خدا تعالی ہی کی خاص صفت ہے۔[23]

(۶) ارادہ: ارادہ کے معنی اپنے اختیار سے کام کرنا، اللہ تعالی

---

(۲۳) قال تعالى: يعلم ما بين أيديهم وما خلفهم (البقرة: ۲۵۵ وطه: ۱۱۰) وقال: إنه عليم بذات الصدور (الملك: ۱۳) وقال وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو ويعلم ما في البر والبحر وما تسقط من ورقة إلا يعلمها ولا حبة في ظلمات الأرض ولا رطب ولا يابس إلا في كتاب مبين (الانعام: ۵۹)

جس چیز کو چاہتا ہے اپنے اختیار سے پیدا فرما دیتا ہے اور
جس کو چاہتا ہے اپنے ارادہ سے فنا فرما دیتا ہے تمام عالم
میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے اختیار وارادہ سے ہوتا ہے وہ
کسی بات میں مجبور ولاچار نہیں ہے۔(۲۴)

(۷) سمع وبصر: سمع کے معنی سننا اور بصر کے معنی دیکھنا ہے، اللہ
تعالیٰ بغیر کان و آنکھ کے سنتا اور دیکھتا ہے، اس کے
لئے اندھیرا، اجالا، دور نزدیک سب دیکھنے اور
سننے میں برابر ہے۔(۲۵)

(۸) کلام: کلام کے معنی بولنا، یعنی خدا تعالیٰ بغیر زبان کے بولنے
والا ہے، اسے کلام میں زبان کی حاجت نہیں،
کیونکہ محتاج ہونا مخلوق کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ

(۲۴) قال تعالى: فعال لما يريد (البروج: ۱۶) وقال: وربك يخلق ما يشاء ويختار
الآية (القصص ۶۸)
(۲۵) قال تعالى: وهو السميع البصير (الشورى: ۱۱)

محتاجگی سے پاک ہے، اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی کیفیت ہمیں
نہیں معلوم۔(۲۶)

تنبیہ: یہ بات خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفتوں سے
پاک ہے، اس کی صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی،
اس کی کوئی صفت کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔(۲۷)
قرآن کریم اور حدیث شریف میں جو اللہ تعالیٰ کی بعض ایسی
صفات کا ذکر ہے مثلاً دیکھنا، سننا، بولنا یا ہاتھ یا قدم وغیرہ،

(۲۶) وكلم الله موسى تكليما (النساء: ۱۶۴) وقال: سلام قولا من رب رحيم
(يس: ۵۸) وقال الإمام الأعظم في الفقه الأكبر: ونحن نتكلم بالآلات والحروف
والله يتكلم بلا آلة ولا حرف (ص ۲)
(۲۷) قال تعالى ليس كمثله شيء (شورى: ۱۱) وقال: سبحان ربك رب العزة عما
يصفون (الصفت: ۱۸۰) وقال الإمام أبو حنيفة: لا يشبه شيئا من خلقه ولا يشبهه
شيء من خلقه ==== إلى قوله=== وصفاته كلها خلاف صفات المخلوقين يعلم لا
كعلمنا، يقدر لا كقدرتنا، ويرى لا كرؤيتنا (شرح الفقه الأكبر لملا علي قاري ص)

تو ایسی باتوں پر ایمان لانے کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ ان کی اصل حقیقت اور مراد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، ہماری عقل اس کے سمجھنے سے قاصر ہے، ہم ان کی اصل حقیقت سمجھے بغیر اجمالا ان پر ایمان لاتے ہیں۔[۲۸]

(۹) تخلیق: تخلیق کے معنی پیدا کرنا، یعنی اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کو پیدا فرمانیوالا ہے، مخلوقات کو پیدا فرمانے میں وہ کسی کا محتاج نہیں۔[۲۹]

(۱۰) احیاء واماتت: احیاء کے معنی زندہ کرنے اور اماتت کے معنی

(۲۸) قال تعالى: والراسخون في العلم يقولون آمنا به (آل عمران: ۷) وقال الإمام الشعراني: إعلم أن من الأدب عدم تاويل آيات الصفات ووجوب الإيمان بها مع عدم التكيف (اليواقيت والجواهر ج:۲ ص:۱۰۵) وقال في الفقه الأكبر: وله يد ووجه ونفس كما ذكره الله تعالى في القرآن، فما ذكره الله تعالى في القرآن من ذكر الوجه واليد والنفس فهو له صفة بلا كيف ولا يقال أن يده قدرة أو نعمة لأن فيه إبطال الصفة (ص: ۱۸۵)

(۲۹) قال تعالى: ذلكم الله ربكم خالق كل شيء (مؤمن: ۶۲) وقال: وخلق كل شيء (الأنعام: ۱۰۱) وقال: إن الله غني عن العالمين (آل عمران: ۹۷)

موت دینے کے ہیں، یعنی زندگی دینا اور مار ڈالنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار وارادے سے ہوتا ہے اس کے علاوہ کوئی زندگی یا موت دینے والا نہیں۔[۳۰]

(۱۱) رزاق: اس کے معنی روزی دینے والی ذات، یعنی روزی دینے اور اسمیں کمی بیشی کرنیوالی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اس کے علاوہ کسی کے قبضہ واختیار میں روزی دینا یا کمی بیشی کرنا، نہیں ہے۔[۳۱]

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

(۳۰) قال تعالى: قل الله يحييكم ثم يميتكم ثم يجمعكم إلى يوم القيٰمة لا ريب فيه ولكن أكثر الناس لا يعلمون (الجاثية: ۲۶) وقال: الذي خلق الموت والحيٰوة ليبلوكم أيكم أحسن عملا (الملك: ۲)

(۳۱) قال تعالى: إن الله هو الرزاق ذو القوة المتين (الذٰريٰت: ۵۸)

دوسرا باب

ملائکہ پر ایمان

سوال: فرشتے کون ہیں؟

جواب: فرشتے اللہ تعالی کی برگزیدہ مخلوق ہیں[۳۲] جو نور سے پیدا کئے گئے ہیں،[۳۳] یہ کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، جس کام میں لگا دیئے گئے ہیں اسی میں لگے رہتے ہیں،[۳۴] یہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں[۳۵] نہ سوتے ہیں، یہ نہ مرد ہیں اور

(۳۲) لقولہ تعالی: "وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون" (انبیاء: ۲۶)

(۳۳) عن عائشۃ عن النبی ﷺ قال: "خلقت الملائکۃ من نور" (مسلم: ۲۹۹۶ و احمد ج: ۶ ص: ۱۶۸)

(۳۴) قال تعالی: لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون (تحریم: ۶)

(۳۵) قال تعالی: "ھل أتاک حدیث ضیف إبراھیم المکرمین ---- (الی قولہ) ---- قال ألا تاکلون" (الذریات: ۲۴-۲۷)

نہ عورت[۳۶]۔

ایک مومن کے لئے جس طرح بن دیکھے خدا تعالی پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح خدا تعالی کی پیدا کردہ نورانی مخلوق فرشتوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔[۳۷]

سوال: کیا فرشتے انسانی شکل یا دوسری شکل میں آسکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں اللہ تعالی نے فرشتوں کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ اپنی شکل کے علاوہ کسی دوسری شکل میں ظاہر ہو جائیں، چنانچہ قرآن کریم میں، حضرت ابراہیم، حضرت مریم اور حضرت لوط علیہم السلام کے قصوں میں مذکور ہے

(۳۶) قال تعالی: "فاستفتھم ألربک البنات ولھم البنون أم خلقنا الملئکۃ إناثا وھم شاھدون ألا إنھم من إفکھم لیقولون" (الصفت: ۱۴۹-۱۵۱)

(۳۷) قال تعالی: "ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ فقد ضل ضلالا بعیدا" (النساء: ۱۳۶) وقال تعالی: "کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ الآیۃ" (البقرۃ: ۲۸۵)

کہ فرشتے انسانی شکل میں ان کے پاس آئے تھے۔ (۳۸)

سوال : فرشتوں کی تعداد کتنی ہے ؟

جواب : فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں معلوم (۳۹)

سوال : کیا فرشتوں کے نام بھی ہیں ؟

جواب : جی ہاں! فرشتوں کے نام بھی ہیں ، چند نام اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بھی بتائے ہیں ، اور وہ یہ ہیں :

۱ :- حضرت جبرئیل ﴿علیہ السلام﴾ (۴۰) ۲ :- حضرت میکائیل ﴿علیہ السلام﴾ (۴۱) ۳ :- حضرت اسرافیل

(۳۸) لقوله تعالى : " فتمثل لها بشرا سويا" (مريم : ۱۷) وقال تعالى :" هل أتاك حديث ضيف إبراهيم المكرمين إذ دخلوا عليه فقالوا سلاما قال سلام قوم منكرون" (الذريت : ۲۴-۲۵) وقال تعالى : "ولما جاءت رسلنا لوطا سيء بهم وضاق بهم ذرعا" (هود : ۷۷) وعن عمر بن الخطاب في حديث جبرئيل : " إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر" (رواه الشيخان)

(۳۹) قال تعالى : "ومايعلم جنود ربك إلاهو" (المدثر : ۳۱)

(۴۰ و ۴۱) قال تعالى :" من كان عدوا لله وملائكته وجبريل وميكل فإن الله عدو للكافرين" (البقرة : ۹۸)

﴿علیہ السلام﴾ (۴۲) ۴ :- حضرت عزرائیل ﴿علیہ السلام﴾ (۴۳)

۵ :- حضرت مالک ﴿علیہ السلام﴾ (۴۴) ۶ :- حضرت رضوان ﴿علیہ السلام﴾ (۴۵)

۷ :- حضرت منکر نکیر ﴿علیہما السلام﴾ (۴۶)

۸ :- ہاروت وماروت ﴿علیہما السلام﴾ (۴۷)

(۴۲) "اللّهم رب جبرئيل وميكائيل وإسرافيل فاطر السماوات والأرض عالم الغيب والشهادة أنت تحكم بين عبادك الحديث" (رواه أحمد : ۶:۱۵۶)

(۴۳) أخرج ابن أبي الدنيا أبو الشيخ في العظمة عن أشعث بن أسلم قال: " سأل إبراهيم عليه السلام ملك الموت واسمه عزرائيل وله عينان في وجهه" (الحبائك للسيوطي ص: ۲۲، رقم : ۱۲۳)

(۴۴) قال تعالى: "ونادوا يا مالك ليقض علينا ربك" (الزخرف : ۷۷)

(۴۵) عن ابن عباس قال: "لما عير المشركون رسول الله ﷺ بالفاقة"=== (الى قوله)==="إذ عاد جبرئيل إلى حله فقال يا محمد أبشر هذا رضوان خازن الجنة" الحديث (الحبائك ص: ۶۷)

(۴۶) عن أبي هريرة قال: " قال رسول الله ﷺ إذا أقبر الميت أتاه ملكان أسودان أزرقان يقال لأحدهما منكر وللآخر نكير" الحديث (الترمذي : كتاب الجنائز باب عذاب القبر، ص : ۱۲۷ ج: ۱)

(۴۷) قال تعالى: "وما أنزل على الملكين ببابل هاروت وماروت" (البقرة : ۱۰۲)

سوال : کیا اللہ تعالی نے فرشتوں کے ذمہ کام لگار کھے ہیں ؟

جواب : جی ہاں! اللہ تعالی نے فرشتوں کو بہت سے کام سپرد کئے ہیں ،(۴۸) مثلاً حضرت جبرئیل علیہ السلام کو (جو تمام فرشتوں کے سردار ہیں) (۴۹) اللہ تعالی نے انبیائے کرام کے پاس وحی لے جانے کی ذمہ داری سپرد فرمائی ہے ،(۵۰) اور اللہ کے حکم سے بندوں کی ضروریات پوری کرنا بھی انہی کے سپرد ہے (۵۱)

---

(۴۸) قال تعالی: "فالمقسمات أمرا" (الذاریات : ٤)

(٤٩) عن ابن عباس" قال: "قال رسول الله ﷺ ألا أخبركم بأفضل الملائكة جبرئيل" (كنز العمال ٣٥٣٤٣:١٢ و الدر المنثور ١:٩٢)

(٥٠) قال تعالى: "الله يصطفى من الملائكة رسلا" (الحج: ٧٥) وقال: "إنه لقول رسول كريم" (الحاقة: ٤٠ و التكوير: ١٩) قال الإمام السيوطى تحت هذه الآية: "وصف الله تعالى جبرئيل بستة من صفات الكمال أحدها كونه رسولا من عندالله" (الحبائك: ٢٢١)

(٥١) عن جابر بن عبد الله" عن النبى ﷺ قال: "إن جبرئيل موكل بحاجات العباد" الحديث (الدر المنثور ١:٩٢ و بيهقى في شعب الإيمان)

اور حضرت میکائیل علیہ السلام بارش برسانے اور سبزہ اگانے پر مامور ہیں ،(۵۲)

اور حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کے دن صور پھونکیں گے (۵۳)، جبکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے پر مامور ہیں (۵۴) اسی طرح جنت اور جہنم کی دربانی پر بھی فرشتے مقرر ہیں (۵۵) اور اللہ تعالی نے انسان

---

(٥٢) حديث جابر بن عبد الله" المذكور

(٥٣) عن أبى سعيد" قال: "قال رسول الله ﷺ إسرافيل صاحب الصور" الحديث (الدر المنثور ١:٩٤ و مسند أحمد ٣:١٠)

(٥٤) قال تعالى: "قل يتوفاكم ملك الموت الذى وكل بكم" (الم السجدة: ١١) وعن زيد بن ثابت قال: "قال رسول الله ﷺ ---------- وما من أهل بيت إلا وملك الموت يتعاهدهم فى كل يوم مرتين فمن وجده قد انقضى أجله قبض روحه" الحديث (كنز العمال: ٤٢١٣٣)

(٥٥) قال تعالى: "وسيق الذين اتقوا ربهم إلى الجنة زمرا حتى إذا جاؤها وفتحت أبوابها و قال لهم خزنتها سلام عليكم طبتم فادخلوها خالدين" (الزمر: ٧٣) وقال: "وما جعلنا أصحاب النار إلا ملائكة" (المدثر: ٣١)

کی حفاظت پر بھی کچھ فرشتوں کو مامور فرمایا ہے، جو حفظہ کہلاتے ہیں(٥٦) اور بعض فرشتے انسان کے نامہائے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں جن کو کراماً کاتبین کہا جاتا ہے(٥٧) پھر کچھ فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں(٥٨)

☆☆☆☆☆☆☆

(٥٦) قال تعالی: "وإن علیکم لحافظین" (الانفطار: ١٠) وقال: "ویرسل علیکم حفظة" (أنعام: ٦١)

(٥٧) وقال تعالی: "وإن علیکم لحافظین کراما کاتبین" (الإنفطار: ١٠-١١)

(٥٨) قال تعالی: "الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربهم" (المؤمن: ٧) وقال تعالی: "ویحمل عرش ربك فوقهم یومئذ ثمانیة" (الحاقة: ١٧)

تیسرا باب

آسمانی کتابیں

سوال: آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جس طرح اللہ تعالی پر، اس کے رسولوں پر اور فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح ان تمام کتابوں پر بھی جو اللہ تعالی نے اپنے نبیوں پر نازل فرمائی ہیں، یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالی کی نازل کردہ یہ کتابیں بھی سچی ہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص ان آسمانی کتابوں پر یا ان میں سے کسی ایک پر ایمان نہ لائے گا تو کافر ہو جائے گا(٥٩)

سوال: کون کونسی کتابیں کن کن پیغمبروں پر اتاری گئیں؟

جواب: حضرت آدم (علیہ السلام) سے لیکر ہمارے نبی پاک (ﷺ) تک اللہ تعالی نے بہت سی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے ہیں،

(٥٩) قال تعالی: "قولوا آمنا باللہ وما أنزل إلینا وما أنزل إلی إبراهیم وإسماعیل وإسحاق" (البقرة: ٣٦) وقال: "والذین یؤمنون بما أنزل إلیك وما أنزل من قبلك" (البقرة: ٤)

جیسے تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر،

زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن کریم حضرت محمد ﷺ پر، (۶۰)

اس کے علاوہ اور بہت سی چھوٹی چھوٹی کتابیں انبیاء پر اتاری گئیں جنہیں صحیفے کہا جاتا ہے۔

مثلاً دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر، پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر، تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس یا تیس صحیفے حضرت ابراھیم علیہ السلام پر۔ (۶۱)

سوال: کیا یہ کتابیں (تورات، زبور، انجیل وغیرہ) تاحال اپنی اصلی

---

(۶۰) قال تعالی: "إنا أنزلنا التورٰة فیها هدیً ونور" (المائدة: ٤٤) وقال: "وآتینا داؤد زبوراً" (النساء: ١٦٣) وقال: "وآتیناه الإنجیل فیه هدیً ونور" (المائدة: ٤٦) وقال: "وأنزلنا إلیك الكتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الكتاب" (المائدة: ٤٨)

(٦١) قال تعالی: "إن هٰذا لفی الصحف الأولی صحف إبراهیم وموسی" (الأعلی: ١٨=١٩)

تعلیمات کے ساتھ موجود ہیں؟

جواب: چونکہ قرآن کریم کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی، اس لئے یہ کتابیں تحریف سے محفوظ نہ رہ سکیں، وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے ان میں اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق تحریف کرڈالی، اس لئے ہمارا عقیدہ ان کتب کے بارے میں یہ ہونا چاہئے کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر نازل فرمائی تھیں، بعد کے زمانے میں ان میں تحریف ہوگئی، اور قرآن کریم کے نازل ہونے کے بعد ان کتب کی پیروی جائز نہیں۔ (۶۲)

سوال: آسمانی کتابوں کی ضرورت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: دنیا میں یہ قاعدہ اور طریقہ ہے کہ کسی بھی حکومت

---

(٦٢) قال تعالی: "یحرفون الكلم عن مواضعه" (مائدة:١٣) و قال تعالی: "فاحكم بینهم بما أنزل الله ولا تتبع أهواءهم عما جاءك من الحق" (المائدة:٤٨)

کا انتظام چلانے کے لئے کچھ دستور اور قانون بنائے جاتے ہیں، جیسے جرائم پر سزا کا قانون، فوجداری اور عائلی قانون، تجارت اور معیشت کے قانون۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی جو بادشاہوں کا بادشاہ اور احکم الحاکمین ہے اور تمام عالم ان کی مخلوق و مملوک ہے، اپنے بندوں کے لئے ایسے قوانین اور ضابطے بھیجنے کی ضرورت تھی، جن کی پیروی کر کے بندے اپنے خالق ومالک کی اطاعت و فرمانبرداری بجالا سکیں، چنانچہ یہ قوانین الٰہی حضرات انبیائے کرام کے واسطہ سے، وقتاً فوقتاً امتوں پر، بصورت کتاب یا بصورت صحیفے اتارے جاتے رہے جن پر سب کو عمل کرنا واجب تھا[۶۳]

یہاں تک کہ ہمارے پیارے نبی (ﷺ) پر آخری کتاب قرآن کریم اتاری گئی۔

(۶۳) قال تعالیٰ: "ومن لم یحکم بما أنزل اللّٰہ فأولئك هم الكافرون" (مائدۃ:۴۴)

سوال: قرآن کریم کے بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے؟

جواب: قرآن کریم کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے[۶۴] جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد (ﷺ) پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے[۶۵] تئیس برس میں تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا،[۶۶] قرآن کریم ایسا معجزہ ہے کہ

(۶٤) وقال تعالیٰ: "و إن أحد من المشركين استجارك فأجره حتى يسمع كلام اللّٰه ثم أبلغه مأمنه" (التوبة:٦) و قال تعالیٰ: "يريدون أن يبدلوا كلام اللّٰه" (الفتح:١٥)

(٦٥) قال تعالیٰ: "نزل به الروح الأمين" (شعراء:١٩٣) و قال تعالیٰ: "إنه لقول رسول كريم" (تكوير:١٩)

(٦٦) قال تعالیٰ: "و قال الذين كفروا لو لا نزل عليه القرآن جملة واحدة كذلك لنثبت فؤادك" (فرقان:٣٢) و قال تعالیٰ: "و قرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث و نزلناه تنزيلا" (إسراء:١٠٦) و قال ابن كثير في سورة القدر: "قال ابن عباس و غيره أنزل اللّٰه القرآن جملة واحدة من اللوح المحفوظ إلى بيت العزة من السماء الدنيا ثم نزل مفصلا بحسب الوقائع في ثلاث و عشرين سنة على رسول اللّٰه ﷺ" (تفسير ابن كثير ٤:٥٢٩)

جس کی نظیر قیامت تک کوئی نہیں بنا سکتا[67] قرآن کریم نے پہلی تمام آسمانی کتابوں کے احکام منسوخ کر دیئے ہیں، قرآن کریم قیامت تک کے انسانوں کے لئے راہ ہدایت، دستور العمل اور ضابطہ حیات ہے،[68]

قرآن کریم میں بہت سے احکام اجمالا یا تفصیلا بیان کئے گئے ہیں پھر ان کی تشریح رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول و عمل (حدیث و سنت) فرمائی ہے، اور قرآن کریم کے علاوہ بھی آپ ﷺ نے اللہ تعالی کی وحی کے مطابق احکام بتائے ہیں، ان سب کو ماننا اور ان سب پر عمل کرنا لازم ہے[69]

(٦٧) قال تعالی: "قل لئن اجتمعت الإنس و الجن علی أن یأتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون و لو کان بعضهم لبعض ظهیرا" (بنی إسرائیل:۸۸)

(٦٨) قال تعالی: "وما هو إلا ذکر للعالمین" (قلم:۵۲) و قال تعالی: "اتبعوا ما أنزل إلیکم من ربکم" (أعراف:۳)

(٦٩) قال تعالی: "و أنزلنا إلیك الذکر لتبین للناس ما نزل إلیهم و لعلهم یتفکرون" (نحل:٤٤) و قال تعالی: "هو الذی بعث فی الأمیین رسولا یتلوا علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة و إن کانوا من قبل لفی ضلال مبین" (الجمعة:۲) و قال

قرآن کریم میں قیامت تک تحریف نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالی نے لی ہے[70]، یہی وجہ ہے کہ چودہ سو سال گذرنے کے باوجود قرآن کریم اسی طرح موجود ہے جس طرح حضور پاک ﷺ پر نازل ہوا تھا اس کے زبر زیر و پیش تک میں نہ کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ ہو گی۔

سوال: آپ بتا رہے ہیں کہ قرآن کریم تئیس برس میں اترا، جبکہ ہم نے پڑھا ہے کہ قرآن کریم شب قدر میں نازل کیا گیا ہے۔

جواب: یہ دونوں باتیں صحیح ہیں، تفصیل اس کی یہ ہے کہ قرآن کریم لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر پورا کا پورا، یک وقت، رمضان المبارک کی ایک رات، شب قدر میں نازل ہوا اسی کو قرآن کریم میں فرمایا: إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ

تعالی: وما ینطق عن الهوی إن هو إلا وحی یوحی (النجم:۳)

(۷۰) قال تعالی: "إنا نحن نزلنا الذکر و إنا له لحافظون" (الحجر:۹)

پھر اس کے بعد پہلے آسمان سے دنیا میں حضرت محمد ﷺ پر تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت تئیس سال میں نازل ہوا[۷۱]

سوال : کیا قرآن کریم اسی ترتیب سے ہمارے نبی پاک ﷺ پر نازل ہوا جس ترتیب سے آج موجود ہے؟

جواب : قرآن کریم کے اترنے کی ترتیب جدا تھی اور لکھنے کی ترتیب جدا، اترنے کی ترتیب وہ نہیں جو آج ہے، اور قرآن کریم کی موجودہ ترتیب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، چنانچہ جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمارے نبی پاک ﷺ کو بتادیتے کہ اس آیت یا سورت کو فلاں آیت یا سورت کے بعد لکھ دیں، اور آنحضرت ﷺ اسی ترتیب کے مطابق صحابہ کرام کو

(۷۱) قال تعالیٰ: "و قرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث و نزلناه تنزيلا" (إسراء:۱۰٦)

لکھوادیتے،[۷۲] اس طرح قرآن کریم کی موجودہ ترتیب سامنے آئی، اور یہ وہی ترتیب ہے جس ترتیب سے قرآن کریم لوح محفوظ میں موجود ہے۔

(۷۲) عن عثمان بن أبي العاص قال: "كنت عند رسول الله ﷺ جالسا إذ شخص ببصره (إلى قوله) فقال أتاني جبرئيل فأمرني أن أضع هذه الآية بهذا الموضع من هذه السورة "إن الله يأمر بالعدل و الإحسان و إيتاء ذي القربى و ينهى عن الفحشاء و المنكر و البغي يعظكم لعلكم تذكرون" (رواه أحمد، ۴:۲۱۸)

چوتھا باب

انبیائے کرام (علیہم السلام) پر ایمان

سوال : نبوت یا رسالت کسے کہتے ہیں ؟

جواب : یہ بات تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالی سب حاکموں کا حاکم اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے، اور یہ بھی جانتے ہو کہ اللہ تعالی نے ہر زمانے میں بندوں کے لئے اپنے احکام نازل فرمائے ہیں اور بندوں تک یہ احکام پہنچانے کیلئے کچھ خاص لوگوں کو منتخب فرمایا (۷۳)، ان خاص لوگوں کو جو احکام الٰہی بندوں تک پہنچانے کی ذمہ داری دی گئی یہ ذمہ داری نبوت اور رسالت کہلاتی ہے اور یہ خاص بندے نبی اور رسول کہلاتے ہیں۔
چونکہ رسول اور نبی اللہ کے خاص اور مقرب بندے ہوتے ہیں اس لئے ان پر ایمان لانا، ان کی تعظیم اور اطاعت کرنا

---

(۷۳) قال تعالی : رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللّٰہ حجة بعد الرسل وکان اللّٰہ عزیزا حکیما (النساء: ۱۶۵) وقال: ربنا لولا أرسلت إلینا رسولا فنتبع آیاتک من قبل أن نذل ونخزی (طہ: ۱۳۴)

فرض ہے اور ان کا انکار یا توہین کرنا کفر ہے۔ (۷۴)

سوال : نبی اور رسول میں کوئی فرق ہے یا دونوں ایک ہیں ؟

جواب : جی ہاں! نبی اور رسول میں فرق ہے، چنانچہ نبی اس مقدس و معصوم ہستی کا نام ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے احکام بندوں کے پاس پہنچانے کے لئے بھیجا ہو، چاہے اس پر کوئی کتاب نازل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ جبکہ رسول اس محترم اور معصوم ہستی کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالی نے اپنے احکام بندوں کے پاس پہنچانے کے لئے بھیجا ہو اور اس پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی ہو (۷۵)۔

---

(۷۴) قال تعالی : یاأیها الذین آمنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکافرین عذاب ألیم (البقرة: ۱۰۴) وقال : یاأیها الذین آمنوا لاترفعوا أصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض أن تحبط أعمالکم وأنتم لاتشعرون (الحجرات: ۲) وقال: وما أرسلنا من رسول إلا لیطاع بإذن اللّٰہ (النساء: ۶۴)

(۷۵) قال الشیخ ملا علی القاری: وظاهر کلام الإمام ترادف النبی والرسول کما اختاره ابن الهمام إلا أن الجمهور علی ما قدمنا من أن الرسول أخص من النبی فی تحقیق المرام (شرح الفقه الأکبر: ۱۱)

سوال: انبیاء کرام کے بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے؟

جواب: ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ اجمالاً تمام انبیاء کرام پر ایمان لائے (۷۶) اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ:

(۱) :۔ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ مقرب و محترم بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے لئے منتخب فرمایا ہے (۷۷)۔

(۲): تمام انبیاء کرام صدق و امانت اور علم و حکمت میں تمام مخلوقات سے بلند و برتر ہیں (۷۸)۔

---

(۷۶) قال تعالیٰ: کل آمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین أحد من رسلہ (البقرۃ: ۲۸۵) وقال فی شرح الفقہ الأکبر: ورسلہ أی جمیع أنبیائہ أعم من أنہ أمر بتبلیغ الرسالۃ أم لا (إلی قولہ) ولا نعیّن عددا لئلا یدخل فیھم من لیس منھم أو یخرج منھم من ھو منھم (شرح الفقہ الأکبر: ۱۱)

(۷۷) قال تعالیٰ: اللّٰہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس (حج: ۷۵)

(۷۸) قال تعالیٰ: ھذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون (یس: ۵۲) وقال تعالیٰ: إنی لکم رسول أمین (شعراء: ۱۰۷) وقال: أولٰئک الذین آتیناھم الکتاب والحکم

(۳): تمام انبیاء کرام ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں، خصوصاً کفر و شرک سے معصوم ہیں اور ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے ان کی نبوت ملنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی حفاظت فرمائی ہے (۷۹)، اور وجہ اسکی یہ ہے کہ نبوت اور رسالت ایسا جلیل القدر منصب ہے کہ جس سے تمام انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی وابستہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی امت کو حکم دیا کہ وہ اپنے نبی کی ہر قول و فعل میں پیروی کریں (۸۰)، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور ناپسندیدہ بات کی

والنبوۃ (انعام: ۸۹)

(۷۹) قال الملا علی قاری: والأنبیاء علیھم السلام کلھم أی جمیعھم۔۔۔۔ منزھون أی معصومون عن الصغائر والکبائر أی من جمیع المعاصی والکفر۔۔۔ والقبائح۔۔۔ ثم ھذہ العصمۃ ثابتۃ للأنبیاء قبل النبوۃ وبعدھا علی الأصح (شرح الفقہ الأکبر: ۵۴۔۵۵)

(۸۰) قال تعالیٰ: وما أرسلنا من رسول إلا لیطاع بإذن اللّٰہ (النساء: ۶۴)

پیروی کا حکم نہیں دیتے [۸۱] اسلئے ضروری کہ تمام انبیاء کرام گناہوں سے معصوم اور پاک ہوں۔

(۴): تمام انبیاء کرام بشر اور پاک ترین انسان ہیں ان کی ہستیاں فرشتوں سے علیحدہ ہیں چونکہ وہ بشر تھے اس لئے بشری تقاضے بھی پورے کرتے تھیان کی بیویاں اور اولاد بھی تھیں اور وہ کھاتے پیتے اور سوتے بھی تھے [۸۲]۔

(۵): جس طرح تمام انبیاء کرام پر اور ان پر نازل کردہ کتب پر اور معجزات پر اجمالا ایمان لانا فرض ہے اسی طرح اس بات پر ایمان رکھنا بھی لازم ہے کہ تمام انبیاء کرام نے فریضہ تبلیغ ودعوت حسن وخوبی مکمل طور انجام دیا ہے، اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔ [۸۳]

---

(۸۱) قال تعالی : إن ٱللهَ لا يأمر بالفحشاء (الأعراف: ۲۸)

(۸۲) قال تعالی : ولقد أرسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم أزواجا وذرية (رعد: ۳۸)

وقال تعالی : وما أرسلنا من قبلك من المرسلين إلا أنهم ليأكلون الطعام ويمشون في الأسواق (الفرقان: ۲۰)

(۸۳) قال تعالی : الذين يبلغون رسٰلٰت اللهِ ويخشونه ولا يخشون أحدا إلا اللهَ (الاحزاب ۳۹)

سوال : اللہ تعالی نے اس دنیا میں کتنے پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں؟

جواب : اللہ تعالی حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے نبی پاک ﷺ تک بہت سے پیغمبر اس دنیا میں بھیجے ہیں، جن میں سے بعض کا تذکرہ قرآن کریم اور احادیث شریف میں بھی ہے [۸۴]، اور بعض روایات میں اگرچہ تمام انبیائے کرام کی تعداد سوا لاکھ اور بعض میں سوا دو لاکھ آئی ہے، مگر بہتر یہی ہے کہ انبیائے کرام کی صحیح تعداد کا علم اللہ تعالی کے حوالہ کردیائے جائے، اور اجمالا تمام انبیائے کرام پر ایمان رکھا جائے [۸۵]

---

(۸٤) قال تعالی: "و لقد أرسلنا رسلاً من قبلك منهم من قصصنا عليك و منهم من لم نقصص عليك" الآية (المؤمن: ۷۸)

(۸۵) قال الملا علی قاری: "و قد ورد أنه عليه السلام سئل عن عدد الأنبياء عليهم السلام, فقال: ماة ألف و أربعة و عشرون ألفا و في رواية مئتا ألف و أربعة و عشرون ألفا إلا أن الأولى أن لا يقتصر على عدد فيهم" (شرح الفقه الأكبر: ۵۳)

خاتم المرسلین ﴿ﷺ﴾

سوال : نبی کریم ﷺ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا ضروری ہے ؟

جواب : آنحضرت ﷺ کے بارے میں ہر مؤمن کے مندرجہ ذیل عقائد ہونا ضروری ہیں :

(۱) افضل الخلائق : آنحضرت ﷺ تمام مخلوقات میں افضل ترین اور اللہ کے محبوب ومقبول ترین بندے ہیں ، اللہ تعالی کے بعد سب سے زیادہ قابل احترام ہیں ، افضلیت میں کوئی فرد مخلوق آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں[٨٦]

(٨٦) عن ابن عباس قال: "إن الله فضل محمدا ﷺ على الأنبياء و على أهل السماء" (الدارمي ، رقم ٤٦) و عن أنس قال: "قال النبي ﷺ أنا سيد ولد آدم يوم القيامة و لا فخر" (مسلم، رقم ٢٢٧٨/ترمذي، رقم ٣١٦٠) و عن عبد الله بن عمرو" قال: "قال رسول الله ﷺ إن الله اتخذني خليلاً كما اتخذ إبراهيم خليلا" (رواه ابن ماجه)و قال تعالى: "إنك لعلى خلق عظيم" قال المفسر الرازي: "فلما أمر محمد ﷺ بأن يقتدي بالكل فكأنه أمر بمجموع ما كان متفرقا فيهم و لما كان ذلك درجة عالية لم تتيسر لأحد من الأنبياء قبله، لا جرم وصف الله خلقه بأنه عظيم" (تفسير كبير، ٨٠:٣٠)

(۲) رسالت کا عام ہونا : آنحضرت ﷺ قیامت تک کے آنے والے تمام لوگوں کے لئے اور ہر زمانے کے لئے رسول ہیں[٨٧]

(۳) ختم نبوت : اللہ تعالی نے آپ کو قیامت تک آنے والے تمام انسان وجنات کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے ،[٨٨] اور انبیاء ومرسلین کا سلسلہ آپ ﷺ کی نبوت پر ختم فرمادیا ہے ، چنانچہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا ، قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے :

,,وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ،،

یعنی : لیکن (محمد ﷺ) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں ، لہذا اس آیت کریمہ کی رو سے جو شخص بھی ختم نبوت کا انکار کرے گا ، کافر ہو جائے گا۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بہت سے نبوت کے

(٨٧) قال تعالى: "و ما أرسلناك إلا كافة للناس بشيرا و نذيرا" (سبأ:٢٨) و قال تعالى: "يا أيها الناس إني رسول الله إليكم جميعا" (الأعراف:١٥٨)

(٨٨) قال تعالى: "يا معشر الجن و الإنس ألم يأتكم رسل منكم" (الأنعام: ١٣٠)

جھوٹے دعویدار پیدا ہوئے، جیسے مسیلمہ کذاب، اور غلام احمد قادیانی (لعنة الله علیهم) جو خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنے ساتھ لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔

(۴) رحمت وہدایت : اللہ تعالی نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور باعثِ ہدایت بنا کر بھیجا ہے [۸۹]

(۵) وجوب اطاعت : آپ کی اطاعت ہر شخص پر فرض ہے، آپ کی اطاعت میں اللہ کی اطاعت اور آپ کی نافرمانی میں اللہ کی نافرمانی ہے [۹۰]

(۶) محبت : اپنے ماں باپ، آل اولاد، بھائی بند اور مال ودولت وغیرہ سب کے مقابلہ میں، سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے (عقلی) محبت ہونا ایمان کا تقاضہ ہے [۹۱]

(۸۹) قال تعالى: "و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمين" (الأنبياء:۱۰۷)

(۹۰) قال تعالى: "من يطع الرسول فقد أطاع الله" (النساء:۸۰) و قال تعالى: "و من يعص الله و رسوله" الآية (النساء:۱۴)

(۹۱) قال تعالى: "قل إن كان آباؤكم و أبناؤكم و إخوانكم و عشيرتكم و أموال اقترفتموها و تجارة تخشون كسادها و مساكن ترضونها أحب إليكم من الله و رسوله

(۷) درود کی کثرت : آنحضرت ﷺ پر کثرت سے درود شریف بھیجنا، مستحب اور نہایت عظیم عبادت ہے [۹۲]

(۸) بشریت : آنحضرت ﷺ خدا تعالی کے بندے، کامل ترین انسان، اور پاک ترین بشر ہیں، آپ ﷺ فرشتے یا نور نہیں ہیں، بلکہ دیگر بنی آدم کی طرح آپ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے [۹۳]

کچھ لوگ اہل سنت والجماعت کے اس عقیدے کے برخلاف، آنحضرت ﷺ کو ذات کے اعتبار سے بشر یعنی انسان کے بجائے (معاذ اللہ تعالی) نور مانتے ہیں، ان کا یہ عقیدہ قرآن وسنت دونوں کے خلاف ہے، چنانچہ قرآن

و جهاد في سبيله فتربصوا حتى يأتي الله بأمره" (توبة:۲۴) و قال تعالى: "النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم" (أحزاب:۶)

(۹۲) قال تعالى: "إن الله و ملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه و سلموا تسليماً" (أحزاب:۵۶)

(۹۳) قال تعالى: "و لو جعلناه ملكا لجعلناه رجلاً" الآية (الأنعام:۹)

کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

,,قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَّاحِدٌ,,(٩٤)

یعنی: (اے محمد ﷺ) آپ فرمادیجئے کہ میں تمہارا جیسا انسان ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔

اور ایک حدیث صحیح میں سجدہ سہو کے ذیل میں ارشاد نبوی ہے کہ:

,,إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ,,(٩٥)

یعنی: میں تو تمہاری طرح ہی انسان ہوں جس طرح تم بھولتے ہو مجھ سے بھی بھول ہوتی ہے۔

---

(٩٤) سورة الكهف: ١١٠

(٩٥) رواه البخاري في الجامع الصحيح، رقم ٤٠١، ١:١٤٨، كتاب الصلاة

(٩٦) قال تعالى: "سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد

لہٰذا قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہوا کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کامل ترین انسان اور پاک ترین بشر ہیں، اور اعلیٰ ترین منصب یعنی منصب نبوت ورسالت پر فائز ہیں، آپ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ نور سے پیدا ہوئے، یعنی آپ بشر نہ تھے، جاہلانہ بات ہے۔

(٩) معراج: ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی پاک ﷺ کو جاگتے میں، جسم اطہر کے ساتھ، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور پھر مسجد اقصیٰ سے ساتوں آسمان کی سیر کرائی، اور رات ہی میں آپ ﷺ واپس مکہ مکرمہ تشریف لے آئے(٩٦) آپ ﷺ نے یہ سیر جنت کی ایک سواری ,,براق,, پر فرمائی، جس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں نظر پڑتی تھی(٩٧)

الأقصى الذي باركنا حوله" الآية (بني إسرائيل: ١)

(٩٧) كما رواه البخاري في باب حديث المعراج عن مالك بن صعصعة (الجامع الصحيح، رقم ٣٨٧)

(۱۰) حیات النبی : اہل سنت والجماعت کا اجماعی اور متفقہ عقیدہ ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، آپ کی یہ حیات دنیا جیسی ہے، (برزخی حیات نہیں ہے جو تمام انسانوں کو قبر میں حاصل ہوتی ہے) تاہم اس زندگی میں آپ ﷺ مکلف نہیں ہیں، ہمارا یہی عقیدہ تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے بارے میں بھی ہے(۹۹)

(۹۹) لقوله تعالى / "و لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله أمواتا بل أحياء و لكن لا تشعرون" (بقرة:١٥٤)، قال الإمام القرطبي في تفسير هذه الآية: "و إذا كان هذا في الشهداء فالأنبياء أحق و أولى بذلك و نصوص العلماء في حياة الأنبياء كثيرة" (التذكرة للقرطبي في بيان حديث "صعقه") و مثله قال الإمام السيوطي في أنباه الأذكياء في حياة الأنبياء (صـ١٢)

و أما الأدلة من الأحاديث: فما روى عن أنس بن كالط قال: "قال رسول الله ﷺ:

تاہم اسی کے ساتھ یہ اعتقاد بھی لازم ہے کہ تمام انبیاء کرام، بشمول نبی کریم محمد مصطفی ﷺ پر اس دنیا میں

الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون" (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ٨:٢١١، باب ذكر الأنبياء) و روى عن أبي هريرة ؓ عن النبي ﷺ قال: "من صلى على عند قبرى سمعته و من صلى على نائيا أبلغته" رواه البيهقي في شعب الإيمان (مشكاة المصابيح:٩٣٤) شعب الإيمان البيهقي:١٥٨٣، ٢:٢١٨) و روى عن أبي هريرة ؓ قال: "قال رسول الله ﷺ ليهبطن عيسى بن مريم إماما مقسطا ــــ و ليأتين قبرى حتى يسلم علىّ و لأردن عليه" (الجامع الصغير:٧٧٤٢) و قد ألف الإمام أبو بكر أحمد البيهقي رسالة على حياة الأنبياء و أثبت فيها حياتهم بإيراد تسعة عشر أحاديث من شاء فليراجع ثمّه

و أما الدليل على إتفاق أهل السنة: "قال الأستاد أبو منصور البغدادى: قال المتكلمون المحققون من أصحابنا أن نبينا ﷺ حي بعد وفاته" (نيل الأوطا ٥:١٠١) و قال الإمام أبو القاسم القشيرى: "فأما ما حكى عنه و عن أصحابنا يقولون أن محمدا ﷺ ليس بنبي في قبره و لا رسول بعد موته فبهتان عظيم و كذب محض لم ينطق به منهم أحد و لا سمع في مجلس مناظرة ذلك عنهم و لا وجد في كتاب لهم. و كيف يصح ذلك و عندهم محمد ﷺ حي في قبره" (الرسائل القشيرية ص ١٠ رسالة ترتيب السلوك) و قد ذكر الإمام السيوطي أقوال العلماء في كتابه "أنباه الأذكياء" حتى قال: "و نصوص العلماء في حياة الأنبياء كثيرة" (صـ١٤)

(١٠٠) لقوله تعالى: "كل نفس ذائقة الموت" (آلعمران:١٨٥) و قال تعالى: "إنك

موت بھی آئی ہے، اور تمام حضرات نے موت کا ذائقہ چکھا ہے (۱۰۰)

(۱۱) علم الاولین والآخرین : (۱۰۱)حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے تھے، مخلوق میں سے کوئی بھی ان علوم تک نہیں پہنچ سکتا(۱۰۲) تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو ہر زمانے میں پیش آنے والے

میت و إنهم میتون" (الزمر: ۳۰) فلا تعارض بین العقیدة المذکورة و الأثنین

(۱۰۱) قال الإمام الشعرانی في الیواقیت و الجواهر: "و یؤید ذلك قوله ﷺ في حدیث "وضع الله تعالی یده بین ثدیی" (أی کما یلیق بجلاله) فعلمت علم الأولین و الآخرین" الخ (۲:۲۱)

(۱۰۲) عن ابن عباس قال: "قال رسول الله ﷺ أتانی ربی عز و جل اللیلة في أحسن صورة أحسبه، یعنی في النوم" === إلی قوله === "فوضع یده بین کتفی حتی وجدت بردها بین ثدیی" أو قال نحری فعلمت ما في السماوات و ما في الأرض" (مسند أحمد، ۱:۳۶۸/سنن الترمذی، رقم ۳۲۴۷/کنز العمال، رقم ۴۴۳۲۱) و روی البخاری عن عائشة "قول النبی ﷺ: "إن أتقاکم و أعلمکم بالله أنا" (رقم ۲۰)

(۱۰۳) قال تعالی: و لله غیب السموات و الأرض و ما أمر الساعة إلا کلمح البصر أو

ہر ہر واقعہ کی اطلاع بھی ہو، کیونکہ کسی واقعہ کا آپ کے مشاہدے سے غائب ہونا آپ ﷺ کی علمی وسعت اور علمی افضلیت میں نقص پیدا نہیں کرتا، جیساکہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے وہ بات مخفی رہی جس سے ہدہد کو آگاہی حاصل ہوئی، مگر اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی افضلیت اور زیادہ علم والا ہونے میں کوئی نقصان نہیں آیا۔

سوال : کیا حضور اکرم ﷺ کو علم غیب بھی تھا؟

جواب : علم غیب صرف خداوند قدوس کی صفت کمال ہے، یہ صفت کسی مخلوق کو حاصل نہیں، اگر کوئی شخص (بلا تاویل) یہ صفت کسی مخلوق کے لئے مانے گا تو وہ مشرک اور کافر ہو جائے گا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے : ,, وَلِلّٰہِ غَیۡبُ

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ،،(١٠٣) یعنی آسمان وزمین کی پوشیدہ
باتوں کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے، نیز ارشاد ہے:
وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ،،(١٠٤) یعنی پوشیدہ
باتوں کا علم سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، ایک اور جگہ
ارشاد ہے: ،،قُلْ لَّآ أَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ
أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ أَقُوْلُ لَكُمْ إِنِّيْ مَلَكٌ،، (١٠٥) یعنی اے نبی آپ
کہہ دیجئے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے
خزانے ہیں یا یہ کہ میں غیب داں ہوں، نہ میں تم سے کہتا
ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ،،لَوْ

هو أقرب إن الله على كل شيء قدير" (النحل:٧٧)

(١٠٤) قال تعالى: "و عنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو و مانسقط من ورقة إلا يعلمها" الخ الآية (الأنعام:٥٩)

(١٠٥) قال تعالى: "قل لا أقول لكم عندي خزائن الله و لا أعلم الغيب ولا أقول لكم إني ملك" الآية (الأنعام:٥٠)

(١٠٦) (الأعراف:١٨٨)

كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَامَسَّنِيَ
السُّوْٓءُ،،(١٠٦) یعنی اگر میں غیب دان ہوتا تو بہت سے
فائدے حاصل کر لیتا اور مجھ کو کوئی نقصان نہ پہنچتا۔
ان تمام آیات سے معلوم ہو گیا کہ عالم الغیب ہونا صرف
اللہ تعالیٰ کی صفت ہے یہ صفت کسی مخلوق کو حاصل نہیں۔
چنانچہ حضور اقدس ﷺ بھی عالم الغیب نہیں تھے، کیونکہ
عالم الغیب وہ ہوتا ہے جو بغیر کسی کے خبر دیئے غیب کی
ساری باتیں جانتا ہو اور اس کا یہ علم ذاتی ہو، آنحضرت ﷺ
نے جو امت کو بعض غیب کی باتیں بتائی ہیں ان کی خبر آپ ﷺ
کو اللہ تعالیٰ نے دی تھی اور ہر غیب کا آپ کو علم نہ تھا،(١٠٧) جیسا کہ
کثیر تعداد میں اس کے واقعات احادیث شریفہ میں موجود
ہیں، ان میں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو تہمت لگائے

---

(١٠٧) قال تعالى: "فلا يظهر على غيبه أحداً إلا من ارتضى من رسول" (جن:٢٦،٢٧) و

جانے کا قصہ بھی ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عالم الغیب کا لقب استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس میں شرک کا شبہ ہے۔

معجزے:

سوال: معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: کسی نبی یا رسول کے ہاتھوں (نبوت کے برحق ہونے کو ثابت کرنے کے لئے) ظاہر ہونے والی وہ عجیب و غریب بات جو عام معمول کے خلاف اور ظاہری اسباب کے بغیر ہو اس کو

قال الملا علی قاری فی شرح الفقہ الأکبر: "ثم اعلم إن الأنبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الأشیاء إلا ما علمہم اللّٰہ تعالیٰ احیانا، و ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد أن النبی علیہ الصلاۃ و السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ: "لا یعلم من فی السموات و الأرض الغیب إلا اللّٰہ ط و مایشعرون أیان یبعثون" (النمل:۶۵) و قال فی المہند علی المفند: "لا یجوز ہذا الإطلاق (أی إطلاق عالم الغیب) و إن کان بتأویل لکونہ موہماً بالشرک" (صـ۲۴۳)

(۱۰۸) قال الملا علی قاری: "إن المعجزۃ أمر خارق للعادۃ کإحیاء میت و إعدام جبل

معجزہ کہتے ہیں(۱۰۸)

سوال: کیا تمام پیغمبروں کو معجزے دیئے گئے ہیں؟

جواب: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی دنیا میں مبعوث فرمایا، اس کو معجزے بھی دیئے، تاکہ لوگوں کے سامنے ان کا پیغمبر ہونا واضح طور پر ثابت ہو جائے(۱۰۹)

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کا ٹھنڈا ہونا، (۱۱۰) حضرت صالح علیہ السلام کے لئے حاملہ اونٹنی کا پہاڑ میں سے پیدا ہونا(۱۱۱) حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کا

علی وفق التحدی و ہو دعوی الرسالۃ" (شرح الفقہ الأکبر، صـ۶۹)

(۱۰۹) قال تعالیٰ: "لقد أرسلنا رسلنا بالبینات و أنزلنا معہم الکتاب و المیزان" (الحدید:۲۵)

(۱۱۰) قال تعالیٰ: "قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً علی إبراہیم" (الأنبیاء:۶۹)

(۱۱۱) قال تعالیٰ: "و إلی ثمود أخاہم صالحاً قال یقوم اعبدوا اللّٰہ ما لکم من إلٰہ غیرہ قد جاء تکم بینۃ من ربکم ہذہ ناقۃ اللّٰہ لکم آیۃ" الآیۃ (الأعراف:۷۳)

(۱۱۲) قال تعالیٰ: "و ألنا لہ الحدید أن اعمل سابغات" (سبأ:۱۰،۱۱)

موم کی طرح نرم ہونا(۱۱۲) حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات اور ہواؤں کا تابعدار ہونا(۱۱۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے لکڑی کا اژدھابن جانا اور بغل میں دست مبارک دے کر باہر نکالنے سے ہاتھ کا چمکدار ہونا،(۱۱۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بحکم خداوندی مردوں کو زندہ کرنا اور مادرزاد نابینا کی بینائی بحکم الٰہی دست مبارک پھیر کر لوٹا دینا(۱۱۵) وغیرہ وغیرہ

(۱۱۳) قال تعالیٰ: "و لسلیمٰن الریح غدوھا شہر و رواحھا شہر و أسلنا له عین القطر و من الجن من یعمل بین یدیه بإذن ربه" (سبأ:۱۲)

(۱۱٤) قال تعالیٰ: "و ألقی عصاہ فإذا ھی ثعبان مبین" (الأعراف:۱۰۷/الشعراء:۳۲)

و قال تعالیٰ: "و نزع یدہ فإذا ھی بیضاء للناظرین" (الأعاف:۱۰۸/الشعراء:۳۳)

(۱۱٥) قال تعالیٰ: "أنی جئتکم بآیة من ربکم أنی أخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فأنفخ فیه فیکون طیرا بإذن الله و أبرئ الأکمه و الأبرص و أحی الموتی بإذن الله" الآیة (آل عمران:٤۹)

(۱۱٦) قال تعالیٰ: "اقتربت الساعة و انشق القمر و إن یرو آیة یعرضوا و یقولوا سحر

سوال: ہمارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کون کونسے معجزے دیئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی پاک ﷺ کو بہت سے معجزے دیئے، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) شق القمر: جب کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ اگر آپ چاند کے دو ٹکڑے کردیں تو ہم ایمان لے آئیں گے، چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی پھر چاند کی طرف انگلی مبارک سے اشارہ فرمایا تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے، کفار کو یقین نہ آیا اور وہ حیرت سے آنکھوں پر کپڑا مل مل کر صاف کرتے اور دیکھتے تھے، عصر اور مغرب کے درمیان جتنا وقت ہوتا ہے اتنی دیر چاند اسی طرح رہا اور اس کے بعد پھر سابقہ حالت پر لوٹ آیا، مشرکین مکہ نے کہا کہ آپ نے ہم پر جادو کر دیا تھا اس لئے ہم باہر سے آنے والے

مسافروں کا انتظار کرتے ہیں پھر ان سے دریافت کریں گے اگر انھوں نے تصدیق کر دی تو سچ مان لیں گے، چنانچہ جب مسافر آئے تو انھوں نے بھی شق القمر کا مشاہدہ بیان کیا مگر اس کے باوجود یہ لوگ ایمان نہ لائے اور اس کو جادو قرار دیا(۱۱۶)

(۲) قرآن کریم: نبی کریم ﷺ کو سب سے بڑا اور قیامت تک باقی

مستمر" (القمر:۱، ۲) و عن مجاهد عن ابن عمرؓ قال: "انفلق القمر على عهد رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ: اشهدوا." (ترمذى، باب ما جاء فى انشاق القمر، ۲:٤۱) و عن ابن مسعودؓ قال: "بينما نحن مع رسول الله ﷺ بمنى فانشق القمر فلقتين فلقة من وراء الجبل و فلقة دونه فقال لنا رسول الله ﷺ: اشهدوا، يعنى: اقتربت الساعة و انشق القمر" (ترمذى، أبواب التفسير، ۲:۱٦۱) و عن أنسؓ قال: "سأل أهل مكة النبى ﷺ آية فانشق القمر بمكة مرتين فنزلت "اقتربت الساعة و انشق القمر، و إن يروا آية يعرضوا و يقولوا سحر مستمر"، الخ(ترمذى، ۲:۱٦۹) و عن ابن مسعودؓ قال: "انشق القمر على عهد رسول الله ﷺ: فرقتين، فرقة فوق الجبل و فرقة دونه (أى تحته)، فقال رسول الله ﷺ: اشهدوا." (الجامع الصحيح للبخارى، ۲:۷۲۱)

(۱۱۷) قال تعالى: "إنا نحن نزلنا الذكر و إنا له لحافظون" (الحجر:۹)

رہنے والا معجزہ قرآن کریم عطا ہوا، ایسا عظیم الشان معجزہ پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دیا گیا(۱۱۷)

قرآن کریم وہ عظیم الشان معجزہ علمی ہے کہ اس جیسا فصیح و بلیغ کلام نہ پہلے کوئی بنا سکا اور نہ ہی قیامت تک کوئی بنا سکے گا، اور نہ انسانوں میں اس کی طاقت ہے نہ جنات میں(۱۱۸)

(۳) صلح حدیبیہ(۱۱۹) کے موقع پر ایک مرتبہ حضرات صحابہ کرام جن کی تعداد ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ تھی، پانی کی قلت کا شکار ہوئے، اور حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پانی نہ ملنے کی شکایت کی، نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک برتن پانی کا رکھا تھا، آپ ﷺ نے اس برتن سے وضو فرمایا اور اس برتن میں اپنا دست مبارک ڈال دیا تو پانی

(۱۱۸) قال تعالى: "قل لئن اجتمعت الإنس و الجن على أن يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله و لو كان بعضهم لبعض ظهيرا" (إسراء:۸۸)

(۱۱۹) رواه البخارى فى الجامع الصحيح، رقم ۱۳۵۲/ عن جابرؓ

آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پھوٹنے لگا، حتی کہ تمام حضرات نے سیر ہو کر پیا اور وضو فرمایا، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اگر ہم اس دن ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا۔

(۴) درخت کا حکم ماننا: (۱۲۰) **ایک مرتبہ** حضرت نبی کریم ﷺ کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی اور اس جگہ کوئی آڑ نہ تھی، وادی کے کنارے پر دو درخت تھے، آپ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میرا کہنا مان، تو وہ درخت آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا جس طرح فرمانبردار اونٹ ساتھ چلتا ہے، حتی کہ آپ دوسرے درخت کے پاس آگئے، اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر، چنانچہ جب دونوں درخت مل گئے تو آپ ﷺ

(۱۲۰) رواہ مسلم، رقم ۳۰۱۲/ عن جابرؓ

نے حاجت پوری فرمائی، اس کے بعد دونوں درخت جدا ہو کر اپنی جگہ چلے گئے۔

(۵) پہاڑوں کا سلام کرنا: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا، ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ساتھ مضافاتِ مکہ میں نکلا تو جو پہاڑ اور درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا: ”السلام علیك یارسول اللّٰہ“ (۱۲۱)

ان کے علاوہ اور بہت سے معجزے کتب احادیث میں موجود ہیں جن سے آپ ﷺ کی نبوت کی کھلی تائید ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

(۱۲۱) رواہ الترمذی عن علیؓ حدیث: ۳۶۳۵ والدارمی: رقم ۲۱، ج۱ ص ۲۵ والترغیب والترھیب: ۲: ۲۲۹۔

پانچواں باب

قیامت اور حشر و نشر

سوال : موت کی حقیقت کیا ہے ؟

جواب : موت اللہ تعالی کی پیدا کردہ مخلوق ہے (١٢٢) جب کسی جاندار پر آتی ہے تو اس کے جسم سے روح کا رابطہ ختم کر دیتی ہے، موت ایسی حقیقت ہے کہ جس کا کوئی ملحد، مشرک اور کافر بھی انکار نہیں کر سکتا، یہ ہر جاندار کو ضرور آنی ہے، (١٢٣) موت آنے سے میت عالم دنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے

سوال : موت کے بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے ؟

جواب : موت کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ : ہر نفس کے لئے اس کا ایک وقت مقرر ہے، جو اللہ تعالی نے مقرر فرمادیا

(١٢٢) قال تعالى: "الذی خلق الموت و الحياة ليبلوكم أيكم أحسن عملاً" (ملك:٢)

(١٢٣) قال تعالى: "كل نفس ذائقة الموت" (آل عمران:١٨٥)

ہے، پس کسی کو بھی موت اس کے مقررہ وقت سے ایک لمحہ پہلے یا بعد میں نہیں آئے گی (١٢٤) اور یہ ہر جاندار کو ضرور بالضرور آنی ہے، کوئی جاندار اس سے بچ نہیں سکتا (١٢٥) موت مومن کے حق میں نعمت اور راحت کا پیش خیمہ ہے، جبکہ کافر و نافرمان کے لئے یہ عذاب و عقاب کی ابتدا ہے (١٢٦) قیامت میں جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں پہنچ جائیں گے، تو موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا، پھر جنتی ہمیشہ جنت میں اور جہنمی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے (١٢٧)

(١٢٤) قال تعالى: "فإذا جاء أجلهم لا يستأخرون ساعة و لا يستقدمون" (نحل:٦١)

(١٢٥) قال تعالى: "أينما تكونوا يدرككم الموت و لو كنتم في بروج مشيدة" (النساء:٧٨)

(١٢٦) "الدنيا سجن المؤمن و جنة الكافر" (رواه ابن ماجه، كتاب الزهد، رقم ٤١١٣، [مكتب علمية بيروت]/سنن الترمذی، رقم ٢٣٢٩/مسلم، رقم ٢٩٥٦، مسند أحمد ٢:٣٢٣)

(١٢٧) عن أبي سعيد الخدری ؓ (في حديث طويل) --- يؤتى بالموت يوم القيامة

سوال : برزخ کیا ہے ؟

جواب : ہر انسان پیدا ہونے کے بعد تین دور سے گذرتا ہے ،

۱ :۔ پیدا ہونے کے بعد موت سے پہلے تک ، یہ عالم دنیا ہے۔

۲ :۔ موت کے بعد سے قیامت قائم ہونے تک ، یہ برزخ کا دور ہے ، اگر مردہ قبر میں ہے تو قبر اس کے لئے برزخ ہے ، اور اگر کسی درندے کے پیٹ ، سمندر کی تہ ، یا ہواؤں کے دوش پر ، غرض جہاں بھی ہو ، اس کا عالم برزخ وہیں ہوگا۔(۱۲۸)

علی صورة کبش أملح فيذبح بين الجنة و النار (متفق علیه) رواه البخاری فی الجامع الصحیح، رقم ۴۷۳۰/مسلم، رقم ۲۸۴۹) و عن ابن عمرؓ قال: "قال رسول الله ﷺ: إذا صار أهل الجنة إلى الجنة و أهل النار إلى النار جيء بالموت حتى يجعل بين الجنة و النار، ثم يذبح، ثم ينادي مناد: يا أهل الجنة خلود لا موت و يا أهل النار خلود لا موت فيزداد أهل الجنة فرحاً إلى فرحهم و يزداد أهل النار حزنا إلى حزنهم" (الجامع الصحيح للبخاری، رقم ۶۵۴۸، صـ ۲۰۰ ج۴/فتح الباری، رقم ۶۵۴۸، صـ ۴۱۵ ج۱۱/کنز العمال، رقم ۳۹۴۵۰، صـ ۱۰ ج۱۴)

(۱۲۸) قال في شرح العقيدة الطحاوية: "اعلم أن عذاب القبر هو عذاب البرزخ فكل من مات و هو مستحق للعذاب ناله نصيبه منه قبر أو لم يقبر أكلته السباع أو احترق حتى صار رماداً أو نسف في الهوا أو صلب أو غرق في البحر وصل إلى روحه و بدنه من

۳ :۔ قیامت قائم ہونے کے بعد سے ہمیشہ ہمیشہ تک ، یہ دارِ بقاء اور دارِ آخرت ہے(۱۲۹)

سوال : موت کے بعد برزخ میں انسان کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے ؟

جواب : موت کے بعد ہر میت چاہے مسلمان ہو یا کافر ، عالم برزخ میں پہنچ جاتی ہے ، چنانچہ وہاں مومن کی روح کو بشارتوں اور خوشخبریوں کے ساتھ اور نہایت اعزاز و اکرام سے ساتوں آسمان پر لے جایا جاتا ہے ، اور اللہ تعالی کے حکم سے اس کا نام علیین میں لکھ دیا جاتا ہے۔

اور اگر خدانخواستہ کافر ہے تو اس کی روح کو نہایت تکلیف کے ساتھ اس کے جسم سے نکالا جاتا ہے اور نہایت بدبودار کپڑے میں قید کر کے آسمانوں پر لیجایا جاتا ہے ، مگر آسمان کے

العذاب ما يصل إلى المقبور" (صـ ۴۵۱)

(۱۲۹) قال في شرح العقيدة الطحاوية: "فالحاصل أن الدور ثلاث دار الدنيا و دار البرزخ و دار القرار" (صـ ۴۵۲)

دروازے اس کے لئے نہیں کھولے جاتے اور اللہ تعالی کے حکم سے اس کو نچلی زمین کے سب سے تنگ حصہ میں پھینک دیا جاتا ہے۔

پھر اس کے بعد مومن یا کافر کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو ان کی روح ان کی جسم میں لوٹادی جاتی ہے، اور منکر نکیر ان سے سوالات کرتے ہیں، اگر مردہ مومن ہے تو سوالات کے درست جواب دیتا ہے اور اگر کافر ہے تو جواب میں لاعلمی ظاہر کرتا ہے۔

چنانچہ مومن کے لئے اس سوال وجواب کے بعد جنت کا فرش بچھادیا جاتا ہے اور جنت کے رخ پر اس کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور قبر کو اس کے لئے تاحد نگاہ کشادہ کر دیا جاتا ہے، جبکہ کافر کے لئے آگ کا فرش بچھادیا جاتا ہے اور جہنم کا دروازہ اس کی قبر میں کھول دیا جاتا ہے، جہاں اس کو جہنم کی گرمی اور

آگ کی لپٹیں لگتی رہتی ہیں، اور اس کی قبر کو اس قدر تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی دونوں جانب کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں (العیاذ باللہ تعالی)[۱۳۰]

تمام اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر اور راحت برزخ برحق ہے، چنانچہ ایمان والوں کو قبر یا برزخ میں راحت وآرام مسرتیں اور خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، جبکہ کفار

---

(۱۳۰) كما ورد في رواية عن براء بن عازبؓ قال: "كنا في جنازة في بقيع الغرقد فأتانا النبي ﷺ فقعد وقعدنا حوله كأن على رؤوسنا الطير و هو يلحد له فقال: أعوذ بالله من عذاب القبر ثلاث مرات، ثم قال: إن العبد المؤمن إذا كان في إقبال من الآخرة و انقطاع من الدنيا نزلت إليه ملائكة من السماء بيض الوجوه كأن وجوههم الشمس معهم كفن من أكفان الجنة و حنوط الجنة حتى يجلسوا منه مد البصر، ثم يجئ ملك الموت عليه السلام حتى يجلس عند رأسه فيقول أيتها النفس الطيبة أخرجي إلى مغفرة من الله و رضوان قال: فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من السقاء" الخ (رواه أحمد ٤:٢٨٨،٢٨٧/أبو دؤد، رقم ٤٧٥٣) و قال في شرح الفقه الأكبر: "و إعادة الروح إلى العبد أي جسده بجميع أجزائه أو ببعضها مجتمعة أو متفرقة في قبره حق" (صـ ٩٠)

ومنافقین اور گناہگاروں عذاب وتکلیف کا شکار رہیں گے(۱۳۱)

سوال: منکر نکیر کون ہیں؟

جواب: یہ فرشتے ہیں، جو میت سے برزخ میں تین سوالات کرتے ہیں:

۱: تیرا رب کون ہے؟ ۲: تیرا دین کیا ہے؟

۳: رسول تیرا کون ہے؟

چنانچہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ میت جب قبر میں دفن کردی جاتی ہے، تو اس کی روح اس کے جسم میں لوٹادی جاتی ہے اور منکر نکیر اس سے مذکورہ بالا تین سوالات کرتے

(۱۳۱) قال تعالی: "النار یعرضون علیها غدواً أو عشیاً و یوم تقوم الساعة أدخلوا آل فرعون أشد العذاب" (المؤمن:٤٦) و قال تعالی: "الیوم تجزون عذاب الهون بما کنتم تقولون علی الله غیر الحق" الآیة (إنعام:٩٣) و قال تعالی: "و لو تری إذ یتوفی الذین کفروا الملائکة یضربون وجوههم و أدبارهم و ذوقوا عذاب الحریق" (الأنفال:٥٠) و عن عبد الله بن عباس" قال: "مر النبی ﷺ بقبرین فقال: إنهما یعذبان و ما یعذبان فی کبیر" الحدیث (الجامع الصحیح للبخاری، رقم ٢١٨/مسلم، رقم ٢٩٢)

ہیں(۱۳۲)

سوال: قیامت کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: جب اس دنیا میں ایک بھی اللہ کا نام لیوا نہ رہے گا، کفروشرک اور نافرمانی پھیل جائے گی، اللہ تعالی کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے، جس کی ہیبت ناک اور کڑک دار آواز سے تمام جاندار مر جائیں گے، زمین ریزہ ریزہ ہوجائے گی، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے، غرض تمام دنیا فنا ہوجائے گی اور اللہ تعالی کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔(۱۳۳)

(۱۳۲) لما فی حدیث براء بن عازب المذکور آنفا === فتعاد روحه فی جسده و یأتیه ملکان فیجلسانه فیقولان: من ربك، فیقول: هاه هاه، فیقولان له: ما دینك، فیقول: هاه هاه لا أدری، فیقولان له: من هذا الرجل الذی بعث فیکم، فیقول: هاه هاه لا أدری، فینادی منادٍ من السماء أن کذب عبدی فأفرشوه من النار و افتحوا له باباً إلی النار فیأتیه من حرها و سمومها و یضیق علیه قبره حتی تختلف فیه أضلاعه" الخ (سنن أبی داؤد، کتاب السنة، رقم ٤٧٥٣)

(۱۳۳) "لا تقوم الساعة حتی یقال فی الأرض الله الله" (مسلم، ١:٨٤) "لا تقوم

پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، تو سب حساب وکتاب کے لئے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے، اسی کا نام قیامت اور حشر ونشر ہے[۱۳۴]

سوال : قیامت کب آئے گی؟

جواب : قیامت کے دن کی خبر انبیائے کرام اپنی امتوں کو دیتے چلے آئے ہیں، مگر پیغمبر خدا محمد ﷺ نے آکر بتایا کہ قیامت قریب آپہنچی ہے [۱۳۵] اور میں اس دنیا میں اللہ کا آخری رسول ہوں۔

لیکن قیامت کب آئے گی؟ اس کی ٹھیک تاریخ تو کجا،

الساعة إلا على شرار الناس" (الدر المنثور، ٤ ٥:٦)

(١٣٤) و قال تعالى: "ثم نفخ فيه أخرى فإذا هم قيام ينظرون" (الزمر:٦٨) و قال تعالى: "ثم إنكم يوم القيامة تبعثون" (المؤمنون:١٦)

(١٣٥) قال تعالى: "اقتربت الساعة و انشق القمر" (القمر:١) و عن أنس قال: "قال رسول الله ﷺ: بعثت أنا و الساعة كهاتين" و أشار أبو داؤد بالسبابة و الوسطى فما فضل أحدهما على الأخرى (ترمذي، أبواب الفتن، ٢:٤٤)

سال اور صدی تک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں معلوم[۱۳۶] یہ ایسا راز ہے جو خالق کائنات نے کسی فرشتے یا نبی کو بھی نہیں بتایا[۱۳۷]

ہاں اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے ذریعہ ہمیں قیامت کی نشانیاں بتادی ہیں، ان میں سے اکثر ظاہر ہو چکی ہیں، چند بڑی علامتیں ظاہر ہونا باقی ہیں۔

سوال : قیامت کی علامتیں کیا ہیں؟

جواب : قیامت کی علامات دو قسم کی ہیں :

پہلی علامات صغریٰ، یعنی چھوٹی علامتیں اور دوسری علامات

(١٣٦) قال تعالى: "إن الله عنده علم الساعة" (لقمن:٣٤) و قال تعالى: "يسئلونك عن الساعة أيان مرساها قل إنما علمها عند ربي لا يجليها لوقتها إلا هو" الآية (الأعراف:١٨٧)

(١٣٧) كما ورد في حديث جبرئيل: ما المسئول عنها بأعلم من السائل" (الجامع الصحيح للبخاري، رقم ٥٠/مسلم، رقم ٨، ١٠/أبو داؤد، رقم ٤٦٩٠/نسائي، رقم ٤٩٩٠/ابن ماجه، رقم ٦٣، ٦٤/مسند أحمد، صـ١٢٩ ج٤/صـ١٦٣ ج٤)

کبری یعنی بڑی علامتیں۔

علامات صغری یعنی وہ علامتیں جو ظاہر تو ہو چکی ہیں مگر ابھی انتہاء کو نہیں پہنچی ہیں، ان میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ہو تا جائے گا یہاں تک کہ علامات کبری یعنی بڑی علامتیں ظاہر ہونے لگیں گی (۱۳۸)

علامات صغری بہت سی ہیں، جن میں سے چند علامات ذکر کی جاتی ہیں :

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے یہ چھ نشانیاں ظاہر ہونگی ۱ : میری وفات ۲ : بیت المقدس کا فتح ہونا، ۳ : مسلمانوں میں ایک وبائی بیماری کا پھیلنا ۴ : مال کا اتنا زیادہ ہونا کہ لوگ سو دینار کو بھی حقیر سمجھنے لگیں، ۵ : ملک عرب کے گھر گھر میں فتنہ کا داخل ہونا ۶ : مسلمان اور عیسائیوں کے

(۱۳۸) الإشاعة للبرزنجی ص ٤

درمیان ایک صلح کا ہونا اور پھر عیسائیوں کی طرف سے اس کی خلاف ورزی ہونا (۱۳۹)

ان مذکورہ چھ علامتوں میں سے پانچ ظاہر ہو چکی ہیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی، پھر حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیت المقدس فتح ہوا، اور حضرت عمر ہی کے دور خلافت میں مسلمانوں کے لشکر میں عمواس کے مقام پر ایسا طاعون پھیلا کہ تین دن میں تیرہ ہزار مسلمان اس سے وفات پاگئے، جبکہ چوتھی اور پانچویں علامت حضرت عثمانؓ کے دور میں ظاہر ہوئیں کہ مسلمانوں کے پاس دولت کی ریل پیل ہو گئی۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والے کی حالت اس شخص کی طرح ہوگی جس

(۱۳۹) عن عوف بن مالك قال : "أتيت النبي ﷺ في غزوة تبوك وهو في قبة من أدم ، فقال: أعدد ستا بين يدى الساعة : موتى، ثم فتح بيت المقدس، ثم موتان يأخذ فيكم كقعاص الغنم" الحديث (بخارى : ٣١٧٦)

نے انگارے کو اپنی مٹھی میں پکڑ رکھا ہو(۱۴۰) تجارت کی کثرت ہو گی یہاں تک کہ بیوی شوہر کے ساتھ تجارت میں شریک و معاون ہو گی، رشتہ داروں سے قطع تعلق کی کثرت ہو گی، لکھنے کا رواج بہت بڑھ جائے گا، جھوٹی گواہیوں کی کثرت ہو گی(۱۴۱). قبیلوں اور قوموں کے راہنما منافق، رزیل ترین اور فاسق لوگ ہوں گے، تعلیم محض دنیا کے لئے ہو گی، رشتہ داروں کے حقوق پامال کئے جائیں گے اور اجنبی لوگوں سے حسن سلوک ہو گا، بیوی کی اطاعت اور ماں باپ کی نافرمانی ہو گی(۱۴۲) سلام

---

(۱۴۰) عن أنس عن النبي ﷺ: "يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر" (ترمذی، ۲:۵۰)

(۱۴۱) عن ابن مسعود عن النبي ﷺ: "إن بين يدى الساعة تسليم الخاصة و فشو التجارة حتى تعين المرأة زوجها على التجارة و قطع الأرحام و فشو القلم و ظهور الشهادة بالزور" (مسند أحمد، ۱:۴۰۷، ۴۰۸/ كنز العمال، رقم ۳۸۵۸۴، صـ۲۴۶ ج۱۴)

(۱۴۲) عن أبي هريرة عن النبي ﷺ: "إذا اتخذ الفيئ دولاً و الأمانة مغنما و الزكاة مغرما و تعلم لغير الدين و إطاع الرجل امرأته و عق أمه و ادنى صديقه و أقصى أباه و

صرف جان پہچان کے لوگوں کو کیا جائے گا(۱۴۳) چرواہے وغیرہ کم درجے کے لوگ فخر و نمود کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنانے لگیں گے(۱۴۴) شراب کا نام نبیذ (شربت) سود کا نام تجارت اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر انھیں حلال سمجھا جائے گا، عورتیں، عورتوں سے اور مرد، مردوں سے شادی کریں گے(۱۴۵) عورتیں اتنے باریک اور چست کپڑے پہنیں گی کہ وہ اس میں ننگی نظر آئیں گی،

ظهرت الاصوات في المساجد و ساد القبيلة فاسقهم و كان زعيم القوم أرذلهم و أكرم الرجل مخافة شره" الخ (ترمذی، ۲۲۱۶)

(۱۴۳) عن ابن مسعودؓ سمعت رسول الله ﷺ يقول: "لا تقوم الساعة حتى يكون السلام على المعرفة و حتى تتخذ المساجد طرقا لايسجد لله فيها حتى يتجاوز حتى يبعث الغلام بالشيخ بريدا بين الأفقين و حتى يبلغ التجر إلى الأرض النامية فلا يجد فضلاً" (الدر المنثور، ۶:۵۳/كنز العمال، رقم ۳۸۵۸۴، صـ۲۴۶ ج۱۴)

(۱۴۴) كما ورد في حديث جبرئيل: "و أن ترى الحفاة العراة العالة رعاء شاء يتطاولون في البنيان" الخ (سنن أبو داؤد، رقم ۴۶۹۵، صـ۲۲۳ ج۴)

(۱۴۵) قال في الإشاعة: "و منها إذا استحلت هذه الأمة الخمر بالنبيذ ... و الربا بالبيع ... و السحت بالهدية و منه إذا ستغني النساء بالنساء و الرجال بالرجال فبشرهم بريح حمراء" (ديلمی عن أنس بحواله الإشاعة صـ۷۲)

ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح اونچے ہوں گے، وہ مٹک مٹک کر چلیں گی، خود بھی لوگوں کی طرف مائل ہوں گی اور لوگوں کو بھی اپنی طرف مائل کریں گی(۱۴۶)

علامات صغریٰ اور بھی بہت سی احادیث میں موجود ہیں، ان سب کی خبر حضور اقدس ﷺ نے اس دور میں دی تھی جب ایسی باتوں کا تصور بھی مشکل تھا، مگر آج سب لوگ ان علامتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔

سوال: بڑی علامتیں کون کونسی ہیں؟

جواب: قیامت کی بڑی علامتیں یہ ہیں:

(۱) **ظہور مہدی:** مسلمانوں کے آخری امیر حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے، ان کے ظہور کا وہی وقت ہے جو

(۱٤٦) عن أبي هريرة ؓ قال: "قال رسول الله ﷺ: صنفان من أمتي من أهل النار لم أرهم بعد، نساء كاسيات عاريات مائلات مميلات على رؤسهن أمثال أسنمة الإبل لا يدخلن الجنة و لا يجدن ريحها" الخ (مسلم:۲۱۲۸/مسند أحمد، ۲:٤٤٠)

دجال کے ظہور کا وقت ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام، حضور اقدس ﷺ کی اولاد میں سے ہوں گے، آپ کا نام محمد اور والد کا نام عبد اللہ ہوگا (۱۴۷)

آپ کا قد کچھ لمبا ہوگا، جسم مضبوط اور رنگ گورا مائل بہ سرخی ہوگا، چہرہ کشادہ، ناک پتلی اور بلند ہوگی(۱۴۸) زبان میں کچھ لکنت ہوگی، جب یہ لکنت زیادہ تنگ کرے گی تو آپ رانوں پر ہاتھ ماریں گے(۱۴۹)

(۱٤۷) عن زر عن عبدالله قال: ,,قال رسول الله ﷺ لاتذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابي ,,الحديث(رواه الترمذي، ۲:٤٦) وقال في حديث سفيان,, لاتذهب الدنيا ،أو لاتنقضي الدنيا حتى يملك العرب رجل من أهل بيتي، يواطئ اسمه اسمي ,,(أبو داؤد:٤۲۸٥)

(۱٤۸) عن أبي سعيد الخدري ؓ قال: قال رسول الله ﷺ المهدي مني أجلى الجبهة وأقنى الأنف (أبو داؤد:٤۲۸٥)

(۱٤۹) قال الإمام البرزنجي في الإشاعة: في لسانه ثقل وإذا أبطأ عليه الكلام ضرب فخذه الأيسر بيده اليمنى (ص:۸۹)

آپ چالیس برس کی عمر میں ظاہر ہوں گے، اس کے بعد سات یا آٹھ برس حیات رہیں گے (۱۵۰)

(۲) ظہور دجال: دجال ایک جھوٹا شخص ہوگا، جس کی داہنی آنکھ کانی ہوگی، بال حبشیوں کی طرح ہوں گے، اس کی پیشانی پر ک، ف، ر، لکھا ہوگا، (۱۵۱) ایک بڑا گدھا اس کی سواری کے لئے ہوگا، جس کا رنگ نہایت سفید ہوگا اور اس کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان ستر ہاتھ کا فاصلہ ہوگا اس کی رفتار

(۱۵۰) عن أبی سعید الخدریؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ المهدی أجلی الجبهة وأقنی الأنف، یملأ الأرض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما، یملك سبع سنین (أبو داؤد: ٤٢٨٥)

(۱۵۱) عن أنس عن النبی ﷺ قال: "ما بعث نبی إلا أنذر أمته الأعور الكذاب ألا إنه أعور وإن ربکم لیس بأعور وإن بین عینیه مکتوب ك ف ر" (بخاری: ٧١٣١/ مسلم: ٢٩٣٣) وعن النواس بن سمعانؓ قال: ذکر رسول اللہ ﷺ الدجال ذات غداة (إلی قوله) إنه شاب جعد قطط عینها طافئة (مسلم: ٢٩٣٧/ ترمذی: ٢٢٤٥/ ابن ماجه: ٤٠٧٥)

بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی (۱۵۲) یہ ملک عراق اور ملک شام کے درمیان ظاہر ہوگا، سب سے پہلے نبوت کا دعوی کرے گا اس کے بعد خدائی کا دعویدار بن جائے گا، اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جسے وہ جہنم کہے گا اور ایک باغ ہوگا جسے وہ جنت کہے گا، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہوگی، یہ اپنے لشکر کے ساتھ بے شمار ملکوں میں فساد پھیلاتا پھرے گا، جو شخص اس کی اطاعت کرے گا، اس کو اپنی جعلی جنت کی سیر کرائے گا اور جو شخص اس کی نافرمانی کرے گا، اس کو اپنی خود ساختہ جہنم میں ڈال دے گا، جو شخص اس کی آگ میں گرے گا اس کا اجر وثواب یقینی اور گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۱۵۲) وعن أبی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال: "یخرج الدجال علی حمار أقمر أی شدید البیاض ما بین أذنیه سبعون زراعا" (مشکاة المصابیح: ٥٤٩٣، رواه البیهقی فی کتاب البعث والنشور)، کما روی عن النواس بن سمعانؓ قال: "ذکر رسول اللہ ﷺ الدجال ذات غداة" ۔۔۔إلی قوله۔۔۔ "قلنا یا رسول اللہ فما اسراعه فی الأرض قال: کالغیث استدبرته الریح" الخ (رواه مسلم: ٢٩٣٧/ ترمذی: ٢٢٤٥/ ابن ماجه: ٤٠٧٥)

وہ گھومتا پھرتا اور فساد برپا کرتا مکہ معظمہ کی طرف آئے گا لیکن فرشتوں کی حفاظت کے وجہ سے اس کی حدود میں داخل نہ ہو سکے گا یہاں سے ناکام ہو کر مدینہ منورہ کا رخ کریگا اور جبل احد کے پاس ڈیرہ ڈال دیگا، مگر مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا، پھر یہ شام میں فلسطین کے ایک شہر تک آئے گا، اور مسلمان حضرت مہدی علیہ السلام کی قیادت میں بیت المقدس کے ایک پہاڑ پر محصور ہو جائیں گے (۱۵۳)

---

(۱۵۳) عن أبی أمامة الباهلی" قال: "خطبنا رسول الله ﷺ"۔۔۔إلی قوله۔۔۔"و إنه یخرج من خلة بین الشام و العراق فیعیث یمینا و یعیث شمالاً۔۔۔ إنه یبدأ فیقول أنا نبی و لا نبی بعدی ثم یثنی و یقول أنا ربکم و لا ترون ربکم حتی تموتوا و إنه أعور و أن ربکم لیس بأعور و إنه مکتوب بین عینیه کافر یقرأه کل مؤمن کاتب أو غیر کاتب وإن من فتنته أن معه جنة و ناراً فناره جنة و جنته نار۔۔۔ و أنه لا یبقی شیٔ من الأرض إلا وطئه و ظهر علیه إلا مکة و مدینة لا یأتیهما من نقب من نقابهما إلا لقیته الملائکة بالسیف صلتة"۔۔۔إلی قوله۔۔۔"فأین العرب یومئذٍ قال هم قلیل و جلهم بیت المقدس و أمامهم رجل صالح فبینما إمامهم قد تقدم یصلی بهم الصبح إذ نزل علیهم عیسی بن مریم"الخ الحدیث (رواہ أبو داؤد:۴۳۱۶/سنن ابن ماجه:۴۰۷۷)

(۳) نزول عیسیٰ علیہ السلام: جب محاصرہ طول کھینچے گا تو حضرت امام مہدی علیہ السلام دجال سے جنگ کا فیصلہ کر لیں گے، جنگ کے لئے صف بندی کر لی جائے گی اور دونوں لشکر جنگ کے لئے تیار ہوں گے اسی دوران ایک دن مسلمان فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کھڑے ہوں گے اور امام مہدی علیہ السلام امامت کے لئے آگے بڑھ جائیں گے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے آسمان سے نازل ہوں گے (۱۵۴) اور امام مہدی علیہ السلام کی امامت میں نماز ادا

---

(۱۵۴) قال تعالیٰ: "و إنه لعلم للساعة" (زخرف: ۶۱) و قال تعالیٰ: "و إن من أهل الکتاب إلا لیؤمنن به قبل موته" و عن النواس بن سمعان فی حدیث طویل۔۔۔إلی قوله۔۔۔"فبینما هو کذلك إذ بعث الله المسیح بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء الشرقی بدمشق بین مهرودتین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین إذا طأطأ رأسه قطر و إذا رفع تحدر منه جمان کاللؤلؤ فلایحل لکافر یجد ریح نفسه إلا مات و نفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله" الحدیث (رواہ مسلم و غیرہ

فرمائیں گے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کا حلیہ : حضرت عیسی علیہ السلام کا قد درمیانہ رنگ سرخ وسفید، بال شانوں تک پھیلے ہوئے، سیدھے صاف اور چمکدار ہوں گے، جیسے غسل کے بعد ہوتے ہیں(۱۵۵) جسم پر ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے ہوں گے (۱۵۶)

الغرض حضرت عیسی علیہ السلام ہاتھ کے اشارے سے فرمائیں گے کہ میرے اور دجال کے درمیان سے ہٹ جاؤ، حضرت عیسی علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جس کافر کو اس

بحوالہ مذکورہ)

(۱۵۵) عن أبي هريرة أن النبي ﷺ قال: "ليس بيني و بينه نبي يعني عيسى و إنه نازل فإذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع إلى الحمرة و البياض بين ممصرتين كأن رأسه يقطر و إن لم يصبه بلل" الحديث (رواه أبو داؤد: ٤٣٢٤)

(۱۵٦) في رواية النواس بن سمعان: "بين مهرودتين" مهرودتين مثنى مهرودة بالدال المعجمة أي ينزل في حلتين فيهما صفرة خفيفة (هامش التصريح لأبي فتاح أبي غدة صـ٣٦)

کی ہوا لگے گی وہ مر جائے گا اور جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہیں تک سانس بھی پہنچے گا، دجال حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکھ کر اس طرح گھلنے لگے گا جس طرح پانی میں نمک گھلتا ہے (۱۵۷) چنانچہ وہ فرار ہونے کی کوشش کرے گا، حضرت عیسی علیہ السلام اس کا تعاقب کر کے باب لُدّ پر اس کو قتل کردیں گے جو دمشق (شام) کا ایک محلہ ہے (۱۵۸)

دجال کے قتل کے بعد مسلمان اس کے لشکر کو چن چن کر قتل کریں گے، کسی یہودی کو کہیں پناہ نہ ملے گی، حتی کہ اگر وہ کسی درخت یا پتھر کے پیچھے پناہ لے گا تو وہ بھی بول اٹھے گا

(۱۵۷) عن أبي هريرة قال: "قال النبي ﷺ: لا تقوم الساعة حتى تنزل الروم بالأعماق أو بدابق" ـــ إلى قوله ـــ "فبيناهم يعدون للقتال يسوون الصفوف إذا أقيمت الصلاة فينزل عيسى بن مريم فأمهم فإذا رآه عدو الله ذاب كما يذوب الملح فلو تركه لا نذاب حتى يهلك" الخ الحديث (رواه مسلم: ٢٨٩٧)

(۱۵۸) كما روى ابن ماجة عن أبي أمامة الباهلي، حديث: ٤٠٧٧. و في أبي داؤد عن النواس بن سمعان الكلابي، الحديث: ٤٣٢٦)

کہ یہ کافر ہے[۱۵۹]

اس کے بعد لوگ روئے زمین پر امن وامان اور چین وسکون سے رہنے لگیں گے اور امام مہدی علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی۔

(۴) یاجوج ماجوج : ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں، چنانچہ آپ ایسا ہی کریں گے، جس کے بعد یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ جائے گی، اور وہ اپنے ٹھکانے سے نکل کر زمین میں تباہی مچادیں گے، جس پانی پر سے گذریں گے اسے پی کر ختم کردیں

(۱۵۹) عن أبی إمامة الباهلی عن النبی ﷺ: (فی حدیث طویل) "فإذا انصرف قال عیسی علیه السلام افتحوا الباب فیفتح وراءه دجال و معه سبعون ألف یهودی کلهم ذو سیف محلیً و ساج فإذا نظر إلیه الدجال ذاب کما یذوب الملح فی الماء و ینطلق هارباً و یقول عیسی: إن لی فیك ضربة لن تسبقنی بها فیدرکه عند باب اللد الشرقی فیقتله فیهزم الله الیهود فلا یبقی شیء مما خلق الله یتواری به یهودی إلا أنطق الله ذلك الشیء" الحدیث (أبو داؤد: ۴۳۲۱/ابن ماجه: ۴۰۷۷)

گے[۱۶۰]

سوال : یاجوج ماجوج کون لوگ ہیں؟

جواب : یاجوج ماجوج ایک فسادی قوم کا نام ہے[۱۶۱] جو یافث بن نوح کی نسل سے ہیں[۱۶۲] ذوالقرنین نے لوگوں کو ان کے فساد اور لوٹ مار سے محفوظ رکھنے کے لئے، دو پہاڑوں کے درمیان سیسہ پلائی ہوئی دیوار کھڑی کر کے، ان کا راستہ بند کردیا تھا، اس دیوار کی وجہ سے لوگوں کو ان کے فساد اور لوٹ مار سے تحفظ

(۱۶۰) قال تعالیٰ: "حتی إذا فتحت یأجوج و مأجوج و هم من کل حدب ینسلون" (الأنبیاء:۹۶)

عن النواس بن سمعان فی حدیث طویل: "فبینما هم کذلك إذ أوحی الله عیسی علیه السلام أنی قد أخرجت عباداً لی لا یدان لأحد بقتالهم فحرز عبادی إلی الطور و یبعث الله یأجوج و مأجوج و هم من کل حدب ینسلون" الحدیث (مسلم:۲۹۳۷/أبو داؤد:۴۳۲۱/ترمذی:۲۲۴۰/ابن ماجه:۴۰۷۵/ أحمد،۴:۱۸۱)

(۱۶۱) قال تعالیٰ: "قالوا یا ذا القرنین إن یأجوج و مأجوج مفسدون فی الأرض فهل نجعل لك خرجاً علی أن تجعل بیننا و بینهم سداً" (الکهف:۹۴)

(۱۶۲) قال ابن کثیر (یأجوج و مأجوج) "قد قدمنا أنهم من سلالة آدم علیه السلام بل هم من نسل نوح أیضاً من أولاد یافث" الخ (تفسیر ابن کثیر،۳:۱۰۴)

مل گیا تھا(۱۶۳)

یہ مضبوط دیوار اب تک قائم ہے، قیامت کے قریب یہ دیوار اللہ تعالی کے حکم سے ٹوٹ جائے گی(۱۶۴)

غرض یہ قوم دیوار ٹوٹنے کے بعد زمین کے چپہ چپہ پر پھیل جائے گی اور سخت تباہی وبربادی پھیلائے گی، آخرکار حضرت عیسی علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لئے بددعا فرمائیں گے اور اللہ تعالی اس قوم کو ایک بیماری میں مبتلا فرما کر ہلاک فرمادیں گے، اس کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام اور

(۱۶۳) قال تعالی: "آتونی زبر الحدید حتی إذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی إذا جعله ناراً قال آتونی أفرغ علیه قطرا فما اسطاعوا أن یظهروه و ما استطاعوا له نقبا (الکهف:۹۶,۹۷)

(۱۶۴) عن أبی هریرة عن رسول الله ﷺ قال: "إن یأجوج و مأجوج لیحفرون السد کل یوم حتی إذا کادوا یرون شعاع الشمس قال الذی علیهم ارجعوا فستحفرونه غداً فیعودون إلیه کأشد ما کان حتی إذا بلغت مدتهم و أراد الله أن یبعثهم علی الناس حفروا حتی إذا کادوا یرون شعاع الشمس قال الذی علیهم ارجعوا فستحفرونه غداً إن شاء الله فیستثنی فیعودون إلیه و هو کهیئته حین ترکوه فیحفرونه ویخرجون علی الناس فینشفون المیاه" الخ (تفسیر ابن کثیر, ۱۰۴:۳, ۱۰۵)

مسلمان زمین پر اتر آئیں گے، مگر زمین یاجوج ماجوج کی لاشوں سے اٹی پڑی ہوگی، پس اللہ تعالی لمبی گردنوں والے پرندے بھیجدے گا جو ان کی لاشیں اٹھا کر جہاں اللہ تعالی چاہیں گے، پھینک دیں گے، پھر بارش ہوگی جس سے زمین بالکل صاف وشفاف ہو جائے گی(۱۶۵)

اس کے بعد روئے زمین پر خیر ہی خیر ہوگی، دشمنی چوری چکاری اور دیگر تمام منکرات مٹ جائیں گے، مسلمانوں کے پاس بے انتہا مال ودولت آجائے گا، زہریلے جانوروں کا زہر نکال لیا جائے گا، بچے سانپوں سے کھیلیں گے، درندے بھی بے ضرر ہو جائیں گے، ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کھائے گی، غرض اس دور میں زندگی بڑی

(۱۶۵) قال ابن کثیر: "...فیدعو علیهم عیسی بن مریم علیه السلام فیقول: اللهم لا طاقة لنا و ید لنا بهم ...فسلط الله علیهم دوداً یقال له النغف فیفرس رقابهم و یبعث الله علیهم طیراً تأخذهم بمناقیرها فتلقیهم فی البحر و یبعث الله عیناً یقال لها الحیاة یطهر الله الأرض و ینبتها حتی أن الرمانة لیشبع منها السکن, قیل: و ما السکن یا کعب؟ قال: أهل البیت" (صحیح الأخبار ابن کثیر, ۱۹۶:۳)

خوش گوار ہوگی، اور خیر و برکت کا یہ زمانہ سات سال تک رہے گا(۱۶۶)

پھر حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کر دیں گے (۱۶۷)

(۵) ذکر دخان: ایک دن آسمان پر ایک خاص دھواں چھا جائے گا، اور پھر زمین پر برسے گا، اس سے مؤمنین کو تو زکام سا محسوس ہوگا مگر کافروں کے سر ایسے ہو جائیں گے جیسے انہیں آگ پر بھون دیا گیا ہو، یہ دھواں چالیس روز تک رہے گا، جب یہ دھواں چھٹے گا تو بقر عید کے دن قریب ہوں گے۔ (۱۶۸)

---

(۱۶۶) کما رواہ مسلم عن النواس بن سمعان فی حدیث طویل المذکور آنفاً و کما رواہ أبو داؤد عن أبی أمامۃ الباھلی فی حدیث طویل (أبو داؤد:۴۳۲۲/ابن ماجہ:۴۰۷۷)

(۱۶۷) عن أبی ھریرۃؓ أن النبی ﷺ قال: لیس بینی و بینہ نبی یعنی عیسی (إلی قولہ) فیمکث فی الأرض اربعین سنۃ ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون(ابوداؤد:۴۳۲۴/احمد ۲:۴۳۷)

(۱۶۸) قال تعالی: "فارتقب یوم تأتی السماء بدخان مبین" (دخان:۱۰) و روی ابن جریر فی تفسیر ھذہ الآیۃ: "قال الصحابی الجلیل عبداللہ بن عمرؓ: یخرج الدخان

(۶) سورج کا مغرب سے نکلنا: دسویں ذی الحجہ کے بعد ایک رات نہایت لمبی ہوگی، یہاں تک کہ بچے سو سو کر تھک جائیں گے، لوگ پریشان ہو جائیں گے، جانور شور مچانے لگیں گے، لیکن صبح نہ ہوگی، یہاں تک کہ جب رات تین یا چار راتوں کے برابر ہو چکے گی تو سورج مغرب کی جانب سے تھوڑی سی روشنی کے ساتھ نکلے گا اور اتنا بلند ہو کر کہ جتنا دوپہر سے پہلے ہوتا ہے، دوبارہ مغرب میں جا کر ڈوب جائے گا، اس کے بعد عام عادت کے مطابق مشرق سے طلوع ہوا کرے گا۔

مغرب سے سورج طلوع ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، کافر کفر سے اور گناہگار گناہوں سے توبہ کریں

فیأخذ المؤمن کھیئۃ الزکام و یدخل فی مسامع الکافر و المنافق حتی یکون کالرأس الحنیذ (أی کالرأس المشوی علی الجمر)" (تفسیر ابن جریر، ۱۱۳:۱۳) و روی الطبرانی عن حذیفۃؓ: "۔۔۔ إن من أشراط الساعۃ دخاناً یملئ ما بین المشرق و المغرب یمکث فی الأرض أربعون یوما" (الإذاعۃ لما کان و ما یکون بین یدی الساعۃ، صـ۱۷۴)

گے مگر وہ توبہ معتبر نہ ہوگی۔(۱۶۹)

(۷) دابۃ الارض: اس کے بعد مکہ معظمہ میں صفا پہاڑی زلزلے سے پھٹ جائے گی اور اس میں سے ایک عجیب وغریب شکل کا جانور نکلے گا، جس کا سر بیل کی طرح، آنکھیں خنزیر کی طرح، کان ہاتھی کی طرح، گردن شتر مرغ کی طرح، سینہ شیر کی طرح، جسمانی رنگ چیتے کی طرح، پچھاڑی بلی کی طرح اور دم مینڈھے کی طرح ہوگی،

(۱٦۹) قال تعالى: "يوم يأتى بعض آيات ربك لا ينفع نفسا إيمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت فى إيمانها خيرا" (الأنعام:۱٥۸) و عن أبى هريرة أن رسول الله ﷺ قال: "لا تقوم الساعة حتى تقتل فئتان عظيمتان (إلى قوله) و حتى تطلع الشمس من مغربها فإذا طلعت و رآها الناس آمنوا جميعا فذلك حين لا ينفع نفس إيمانها" الخ (البخارى:۷۱۲۱/مسلم، ۲:۳۹۰/أحمد، ۳:۹٥/الدر المنثور، ٦:٥۱) و قال فى الإشاعة: "روى ابن مردويه عن حذيفة "قال: "سألت رسول الله ﷺ ما آية طلوع الشمس من مغربها، قال: تطول تلك الليلة حتى تكون قدر ليلتين" (و روى هو و ابن أبى حاتم عن ابن عباس: "أنه ﷺ قال: آية تلك الليلة أن تطول قدر ثلث ليال و فى رواية البيهقى عن عبد الله بن عمرو بلفظ قدر ليلتين أو ثلاث" الخ (بحوال الإشاعة للبرزنجى، صـ١٦٦)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا (لاٹھی) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اس کے پاس ہوگی، وہ ہر مومن وکافر کی پیشانی پر نشان لگائے گا، یہ عجیب جانور ساری دنیا میں گھومے گا اور لوگوں سے باتیں کرے گا، اس کو دیکھ کر کافر بھی ایمان لائیں گے مگر ان کا یہ ایمان بے فائدہ ہوگا(۱۷۰)

(۸) یمن کی آگ: پھر ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو

(۱۷۰) قال تعالى: "أخرجنا لهم دابة من الأرض تكلمهم أن الناس كانوا بآياتنا لا يوقنون" (النحل:۸٦) و قال ابن جرير عن أبى الزبير أنه وصف الدابة فقال: "رأسها رأس ثور و عينها عين خنزير و أذنها أذن فيل و قرنها قرن أيل و عنقها عنق نعامة و صدرها صدر أسد و لونها لون نمر و خاصرتها خاصرة هر و ذنبها ذنب كبش و قوائمها قوائم بعير بين كل منفصلين اثنا عشر ذراعاً تخرج معها عصا موسى عليه السلام و خاتم سليمان عليه السلام فلا يبقى مؤمن إلا نكت فى وجهه بعصا موسى نكتة بيضاء فتفشو تلك النكتة حتى يبيض بها وجهه ولا يبقى كافر إلا نكت فى وجهه نكتة سوداء بخاتم سليمان فتفشو تلك النكتة حتى يسود بها وجهه حتى أن الناس يتبايعون فى الأسواق بكم ذا يا مؤمن بكم ذا يا كافر" (ابن كثير، ۳:۳۷٦)

محشر (ملک شام) کی طرف ہانک کرلے جائے گی، قرآن کریم لوگوں کے سینوں اور مصاحف سے اٹھالیا جائے گا(۱۷۱)

(۹) **مومنین کی موت:** کچھ عرصہ بعد ایک نہایت فرحت بخش ہوا چلے گی، جو تمام مومنین کی روح قبض کرلے گی، اور کوئی مومن دنیا میں باقی نہ رہے گا، دنیا میں صرف کفار اور بدکاروں کا عمل ہو جائے گا، حکومت پر حبشہ کے کافر مسلط ہوں گے، جو خانہ کعبہ کو شہید کردیں گے، تین چار سال اسی حالت میں گذریں گے کہ اچانک جمعہ کے دن، دس محرم الحرام کو حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور بدترین لوگوں پر قیامت آجائے گی(۱۷۲)

---

(۱۷۱) عن حذیفة بن أسید الغفاری قال: "اطلع علینا النبی ﷺ و نحن نتذاکر" ---إلی قوله---"و آخر ذلك نار تخرج من یمن تطرد الناس إلی محشرهم" الخ الحدیث (مسلم بشرح أبی: ۲۹۰۱)

(۱۷۲) عن النواس بن سمعان ؓ فی حدیث طویل-----فبینما هم کذلك إذ بعث الله ریحا طیبة فتأخذهم من تحت آباطهم فتقبض روح کل مؤمن و کل مسلم و یبقی شرار الناس یتهارجون فیها تهارج الحمر فعلیهم تقوم الساعة (مسلم: ۲۱۳۷/ابن ماجه: ۴۰۷۵/ترمذی: ۲۲۴۵)

حشر ونشر

سوال: حشر نشر یا عالم آخرت کیا ہے؟

جواب: پہلی دفعہ صور پھونکنے سے تمام عالم نیست ونابود ہو جائے گا، حتی کہ خود حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھی موت آجائے گی اور اللہ تعالی کے علاوہ سب کے سب فنا ہو جائیں گے، پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا، تمام عالم دوبارہ زندہ ہو جائے گا، مردے قبروں میں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اور سب جمع ہو کر میدان حشر کی طرف چل پڑیں گے، یہی دوبارہ زندگی حشر ونشر یا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے(۱۷۳)

سوال: عالم آخرت اور میدان حشر کے کچھ حالات بیان کریں!

جواب: دوسری بار صور پھونکنے پر جب تمام عالم بیدار ہو جائے گا اور

---

(۱۷۳) قال تعالی: فإذا نفخ فی الصور نفخة واحدة و حملت الأرض والجبال فدکتا دکة واحدة (الحاقة: ۱۳، ۱۴) و قال تعالی: "و نفخ فی الصور فصعق من فی السموات و الأرض إلا من شاء الله ثم نفخ فیه أخری فإذا هم قیام ینظرون" (الزمر: ۶۷) و قال تعالی: "ثم إنکم یوم القیمة تبعثون" (المؤمنون: ۱۶) و قال تعالی: "و یبقی وجه ربك ذو الجلال و الإکرام" (الرحمن: ۲۷)

مردے زندہ ہو جائیں گے (۱۷۴) تو سورج سوا نیزے پر آجائے گا، اور لوگ اپنے اعمال کی نسبت سے پسینے میں ڈوبے ہوں گے، بعض ٹخنوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے، بعض گھٹنوں تک، بعض ناف تک اور بعض کو پسینے نے منہ تک ڈبو رکھا ہو گا (۱۷۵) اس دن لوگ نشہ کے بغیر مدہوش ہوں گے (۱۷۶)

تمام انسان حساب وکتاب کے لئے میدان قیامت میں جمع ہوں گے، ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سفارش پر حساب کتاب شروع ہو گا، (۱۷۷) حساب وکتاب سب کا ہو گا، اعمال

(۱۷٤) قال تعالی: "ثم نفخ فیه أخری فإذاهم قیام ینظرون" (الزمر:٦٨)

(۱۷٥) عن المقداد قال سمعت رسول الله ﷺ یقول: "تدنی الشمس یوم القیامة من الخلق حتی تکون منهم کمقدار میل فیکون الناس علی قدر أعمالهم فی العرق فمنهم من یکون إلی کعبیه" الحدیث (رواه مسلم:٢٨٦٤)

(۱۷٦) قال تعالی: "و تری الناس سکاری و ماهم بسکاری" الآیة (الحج:٢)

(۱۷۷) کما رواه أنس بن مالك فی حدیث الشفاعة مسلم، ٢:٢٤٥/ ابن ماجه:٤٣٠٧=٤٣١٧

ناموں کا وزن ہو گا، اور اعمال ناموں کے وزن کے لئے ,,میزانِ عدل،، یعنی انصاف کا ترازو نصب ہو گا، جس کے داہنے پلڑے میں نیک اعمال اور بائیں پلڑے میں اعمالِ بد رکھے جائیں گے (۱۷۸) جن کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا ان کو نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا اور جن کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہو گا ان کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا، نیکوکار خوشی کے مارے سب کو اپنا نامہ اعمال دکھاتے ہوں گے، جبکہ بدکار حسرت وافسوس کرتا پھرے گا، (۱۷۹) پھر سب کو پل صراط سے گذرنا ہو گا۔

(۱۷۸) قال تعالی: "و نضع الموازین القسط لیوم القیامة فلا تظلم نفس شیئا و إن کان مثقال حبة من خردل أتینا بها و کفی بنا حاسبین" (الأنبیاء:٤٧)

(۱۷۹) قال تعالی: "فأما من أوتی کتابه بیمینه فیقول هاؤم اقرؤا کتابیه إنی ظننت أنی ملاق حسابیه فهو فی عیشة راضیة و أما من أوتی کتابه بشماله فیقول یا لیتنی لم أوت کتابیه و لم أدر ما حسابیه یا لیتها کانت القاضیة" (الحاقة:٢٥، ٢٦، ٢٧)

پل صراط:

سوال : پل صراط کیا ہے ؟

جواب : یہ ایک پل ہے، جوبال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے،(۱۸۰) اور جہنم کے اوپر بندھا ہے، سب کو اس پر سے گذرنے کا حکم ہوگا(۱۸۱)، نیک لوگ اس کو سلامتی کے ساتھ عبور کر کے جنت میں پہنچ جائیں گے، اور بدکار و کفار اس پر اس پر سے کٹ کر دوزخ میں گر جائیں گے (۱۸۲)

سوال : کیا گناہگار مسلمان بھی جہنم میں جائے گا؟

جواب : جی ہاں ! وہ مسلمان جس نے دنیا میں گناہ کئے اور سچی توبہ نہ کی تو قانون خداوندی کے مطابق وہ جہنم میں اپنے گناہوں کی سزا پا کر اور پاک وصاف ہو کر بالآخر جنت میں جائیں گے، ہاں اگر اللہ تعالی اپنی رحمت سے ان کو معاف فرمادیں تو یہ

(۱۸۰) قال فی جمع الفوائد: "و فی روایة قال أبو سعید: بلغنی أن الجسر أدق من الشعر و أحدّ من السیف(للشیخین و النسائی)" (جمع الفوائد،۲/۳۳، ۱۰۰۰۰. صحیح ۸۳۹/۲)

(۱۸۱) قال تعالی: "و إن منکم إلا واردها کان علی ربك حتما مقضیا" (مریم:۷۱)

(۱۸۲) قال تعالی: "ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیها جثیا" (مریم:۷۲)

بھی سیدھے جنت میں پہنچ جائیں گے (۱۸۳)

☆☆☆

(۱۸۳) و قوله (ثم ننجی الذین اتقوا) أی إذا مر الخلائق کلهم علی النار و سقط فیها من سقط من الکفار و العصاة ذو المعاصی بحسبهم نجی الله تعالی المؤمنین المتقین بحسب أعمالهم أی کانت فی الدنیا ثم یشفعون فی أصحاب الکبائر من المؤمنین فیشفع الملائکة و النبیون و المؤمنون فیخرجون خلقا کثیرا قد أکلتهم النار إلا دارات وجوههم و هی مواضع السجود (إلی قوله) حتی یخرجون من کان فی قلبه أدنی أدنی أدنی مثقال ذرة من إیمان ثم یخرج الله من النار من قال یوما من الدهر لا إله إلا الله و إن لم یعمل خیرا قط و لا یبقی فی النار إلا من وجب علیه الخلود کما وردت بذلك الأحادیث الصحیحة عن رسول الله ﷺ و لهذا قال تعالی: "ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیه جثیا" (تفسیر ابن کثیر، ۳:۱۳۴،۱۳۳)

تقدیر پر ایمان

سوال: تقدیر کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: کائنات کی ہر چیز کی پیدائش و موت، اس کے اچھے برے اعمال اور ان کا انجام، غرض جو کچھ بھی عالم میں بُرا بھلا ہوتا ہے، سب کو اللہ تعالی، اس کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے، اور اس کو اللہ تعالی نے اپنے علم سے ایک جگہ لکھ دیا ہے، اسی کا نام تقدیر ہے، اس کے خلاف کوئی پتہ بھی حرکت نہیں کرتا ورنہ (العیاذ باللہ) اللہ تعالی کے علم کا غلط ہونا لازم آئے گا، جو محال اور ناممکن ہے(۱۸۴)

تقدیر پر ایمان لانا بھی مومن ہونے کے لئے ضروری ہے، کوئی شخص تقدیر پر ایمان لائے بغیر مومن نہیں ہو سکتا(۱۸۵)

---

(۱۸٤) قال تعالی: "إنا كل شئ خلقناه بقدر" (القمر:٤٩) و قال تعالی: "و كل شئ عنده بمقدار" (الرعد:٨) و عن رسول الله ﷺ يقول: "إن أول ما خلق الله القلم، فقال له: اكتب فجرى بما هو كائن إلى الأبد" (الترمذي:٣٣٢١)

(۱۸٥) كما في حديث جبرئيل المذكور

اللہ تعالی کے رسول ﷺ نے تقدیر کے بارے میں زیادہ بحث و مباحثہ کرنے سے امت کو منع فرمایا ہے، اس لئے اس کے بارے میں بحث و مباحثہ نہ کرنا چاہئے(۱۸۶)

تم الجزء الأول من تعليم العقائد بتوفيق الله تعالى وعونه ويليه الجزء الثاني، المحتوى على مقارنة الفرق الإسلامية والنقد عليهم وعلى معرفة الفرقة الناجية، على الله التوكل ومنه القبول

أبو أمامة طاهر محمود

---

(۱۸٦) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: "خرج علينا رسول الله ﷺ و نحن نتنازع في القدر فغضب حتى احمرّ وجهه حتى كأنما فقئ من وجنتيه الرمان فقال: أ بهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر. عزمت عليكم عزمت عليكم ألا تنازعوا فيه" (ترمذي:٢١٣٣)

التماسِ دعا

اس کتاب سے مستفید ہونے والے حضرات سے التماس ہے کہ

[illegible] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل

حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی ساحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

اور جناب شاہ محمد مسعود صاحب مرحوم و عزیز و اقارب

کل مومنین و مومنات کی مغفرت نامہ درجات کی بلندی

اور جنت الفردوس میں بلا حساب کتاب

داخلے کی خصوصی دعا فرمائیں۔